بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 8

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

2؍شعبان 1444 ہجری قمری ● 23؍تبلیغ 1402 ہجری شمسی ● 23؍فروری 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰٮکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ (بقرہ:186)

ترجمہ: اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17؍فروری 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ میں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں

جس کا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے دیا گیا تھا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ان کی فراست نے غلطی نہیں کی ہے، اس لئے کہ میں درحقیقت وہی ہوں جس کے آنے کو ایمانی فراست نے ملنے پر متوجہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ میں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں جس کا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے دیا گیا تھا، مگر جنہوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔ یہ لفظ فراست بفتح الفاء بھی ہے اور بکسر الفاء بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا۔ مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اس کو نور ملتا ہے۔ جس سے وہ راہ پاتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِتَّقُوۡا فَرَاسَۃَ الۡمُؤۡمِنِ فَاِنَّہٗ یَنۡظُرُ بِنُوۡرِ اللّٰہِ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 423، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

شعراء کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے کہ ہر خاص و عام ان سے خوش ہو جائے اور ان کے شعروں کی داد دے

مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سب دنیا کو اپنا مخالف بنا لیا ہے

اور ہر ایک کو توحید کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہے پھر یہ شاعر کس طرح ہو سکتا ہے؟

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الشعراء آیت 225 تا 227 وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُہُمُ الۡغَاوٗنَ ○ اَلَمۡ تَرَ اَنَّہُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ ○ وَاَنَّہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ ○ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پھر فرماتا ہے اَلَمۡ تَرَ اَنَّہُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شاعر مختلف طبائع کو خوش کرنے کیلئے کبھی اِدھر کی بات کر دیتے ہیں کبھی اُدھر کی۔ ان کے سامنے کوئی خاص مقصد اور مدّعا نہیں ہوتا بلکہ جو چیز بھی ان کے ذہن میں آجائے اسی کے متعلق وہ کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ شاعروں کی کوئی غزل لے لو فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ کا تمہیں ان کی ہر غزل میں نظارہ نظر آجائے گا۔ ایک شعر میں تو لکھا ہوگا میں مر گیا۔ میرا معشوق مجھ سے بے وفائی کرتا ہے اور مَیں اسکے ہجر میں اس کی بے التفاتی کی وجہ سے جاں بلب ہوں۔ مگر ساتھ ہی اگلے شعر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مجھے اپنے معشوق کا وصال نصیب ہوا۔ میں جی اٹھا اور میں زندہ ہو گیا۔ ساری غزل کا ایک شعر بھی دوسرے شعر سے جوڑ نہیں رکھتا۔ ایک شعر میں وہ کچھ اَور بیان کر رہے ہوتے ہیں اور دوسرے شعر میں وہ کہیں اَور نکل جاتے ہیں۔ ایک شعر میں تو وہ کہتے ہیں مَیں محبوب سے ملنے کی تیاری کر رہا ہوں اور دوسرے میں کہتے ہیں ہائے مرا جا رہا ہوں۔ غرض ان کی غزلوں کا ہر شعر دوسرے سے متناقض ہوتا ہے اور ان کی باتوں کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتا۔ کبھی ادھر کی کہتے ہیں کبھی اُدھر کی۔ کبھی کہتے ہیں میں اپنے محبوب کے عشق میں مر گیا حالانکہ وہ زندہ اپنے شعر سنا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں میں اپنے معشوق کے عشق میں سرگردان ہوں حالانکہ وہ اچھے بھلے دنیا کے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں معشوق ہر وقت ہمارے دل میں ہے اور یہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں میں اپنے محبوب کیلئے خون کے آنسو پی رہا ہوں حالانکہ وہ آرام سے زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ نہ مر رہے ہوتے ہیں نہ خون کے آنسو پی رہے ہوتے ہیں۔ ان کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ لوگوں کے جذبات کو ابھارا جائے چاہے وہ ابھارنا اچھے رنگ میں ہو یا برے رنگ میں۔ کبھی وہ خوشی کی باتیں کرتے ہیں اور کبھی غمی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ یعنی وہ ہر جنگل میں اور ہر وادی میں سرگردان پھرتے ہیں۔ ان کو کسی جگہ بھی جذبات کے ابھارنے کا سامان مل جائے، چاہے کہیں سے ملے، لے لیتے ہیں۔ وہ عاشقوں کو بھی خوش کرتے ہیں اور معشوقوں کو بھی۔ وہ غریبوں کو بھی خوش کرتے ہیں اور امیروں کو بھی۔ وہ مظلوموں کو بھی خوش کرتے ہیں اور ظالموں کو بھی۔ وہ غالب کو بھی خوش کرتے ہیں اور مغلوب کو بھی۔ ان کو تو ہر کسی کی خوشی مطلوب ہوتی ہے چاہے ان کو اپنے شعروں میں کتنا بھی جھوٹ کیوں نہ بولنا پڑے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی غریب ہمارے شعر پڑھے یا امیر، ظالم پڑھے یا مظلوم، عاشق پڑھے یا معشوق، غالب پڑھے یا مغلوب سب کے سب خوش ہو جائیں چاہے ان کے اشعار حقیقت سے کتنے ہی دور ہوں۔ پس شعراء کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے کہ ہر خاص و عام ان سے خوش ہو جائے اور ان کے شعروں کی داد دے۔ چنانچہ کبھی وہ کسی امیر کی تعریف کرنے لگ جاتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ کچھ روپے مل جائیں یا کوئی وظیفہ مقرر ہو جائے ورنہ اس کی ذات سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے جو سخت بھوکا تھا ایک دفعہ چند لوگوں کو جو اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے کہیں جاتے دیکھا تو اس

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رضاعی والدہ کی عزت

۞ حضرت ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام جعرانہ میں دیکھا۔ آپؐ گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک عورت آئی تو حضورؐ نے اس کیلئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے جس کی حضورؐ اس قدر عزّت افزائی فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضورؐ کی رضاعی والدہ ہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی برالوالدین)

والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

۞ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے۔ جبکہ اسکا والد فوت ہو چکا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھا)

بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر حق

۞ حضرت سعید بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچّوں پر (یعنی بڑا بھائی چھوٹے بھائی کیلئے بمنزلہ باپ کے ہے اس لئے اسکا ادب و احترام بھی واجب ہے) (مراسیل ابی داؤد باب فی برّ الوالدین صفحہ 19) (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 396 تا 398 مصنفہ مکرم ملک سیف الرحمن صاحب)

اس شمارہ میں

خطبہ عید الفطر حضور انور فرمودہ 22؍مئی 2022ء

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 3؍فروری 2023ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اعلان نکاح | نماز جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب | اعلان وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خطبہ عید الفطر

ہماری عید دراصل وہی عید ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہو

یاد رکھنا چاہیے کہ عید والا دن تو زیادہ عبادت کا دن ہے، عام دنوں میں تو پانچ نمازیں فرض ہیں اور عید والے دن چھ نمازیں فرض ہیں، حتیٰ کہ عورتوں کو بھی جنہیں بعض دنوں میں نماز معاف ہوتی ہے انہیں بھی عید والے دن عید گاہ جانے کا حکم ہے

ایک ہی چیز ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے اور وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان ہے اور اسکی طرف آنا ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہی دنیا کی بقا کی ضمانت ہے، عید کے موقع پر اس کا عہد کرنے کی تلقین

اسیرانِ راہِ مولیٰ، شہدائے احمدیت کے خاندانوں، جماعت کیلئے مالی قربانی کرنے والوں، واقفین زندگی اور میدانِ عمل میں موجود مبلغین سلسلہ کیلئے دعا کی تحریک

خطبہ عید الفطر سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 رمئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا (النساء:37)

اس آیت کا ترجمہ ہے: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ بہت احسان کرو اور نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی۔ اور جو متکبر اور اِترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ آج ہمیں عید منانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے لیکن ایک مومن کیلئے حقیقی عید صرف یہی نہیں کہ اچھے کپڑے پہن لیے۔ اچھے کھانے کھا لیے۔ دوستوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں وقت گزار لیا۔ عید کی نماز پڑھ کر سمجھ لیا کہ اب عید کا فرض تو ادا ہو گیا اس لیے اب کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرو۔ نہ اس دن وقت پر ظہر کی نماز کی ادائیگی کا خیال، نہ عصر کی نماز کا خیال، نہ باقی نمازوں کا خیال اور اگر خیال آیا بھی تو جلدی جلدی جمع کر کے پڑھ لیں۔ بلکہ بعض لوگ تو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب عید کی نماز ہو جاتی ہے تو بڑے اہتمام سے اٹھ کر تیار ہو کر عید کے دن کی جو دوسری رونقیں ہیں ان میں مصروف ہو جاتے ہیں جیسے یہی عید کا مقصد ہے۔ یہ میں صرف بات برائے بات نہیں کر رہا بلکہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں نیند آ گئی تھی، ہم سوئے رہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ عید والا دن تو زیادہ عبادت کا دن ہے۔ عام دنوں میں تو پانچ نمازیں فرض ہیں اور عید والے دن چھ نمازیں فرض ہیں۔ حتیٰ کہ عورتوں کو بھی جنہیں بعض دنوں میں نماز معاف ہوتی ہے انہیں بھی عید والے دن عید گاہ جانے کا حکم ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب اذا لم یکن لھا جلباب فی العید، حدیث نمبر 980)

پس عید کے دن کی بہت اہمیت ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعا کرنی چاہیے کہ پہلے بعض حالات کی وجہ سے کچھ پابندیاں عورتوں پر لگی ہوئی تھیں کہ عید گاہ نہ آئیں۔ پھر کووڈ کی جو بیماری تھی اس کی وجہ سے اَور سختی ہو گئی بلکہ مردوں پر بھی بعض جگہ حکومتی پابندیوں کی وجہ سے پابندی لگانی پڑی۔ تو دعا کریں کہ پاکستان میں بھی اور دنیا میں بھی خاص طور پر پاکستان میں ان پابندیوں سے جلدی یہ لوگ نکلیں۔

یہاں تو اس سال دو سال بعد عید پر آنے کی پابندی اس طرح ختم ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں عید پڑھیں اور سبھی کو آنے کی اجازت ہے۔ بہرحال عام حالات میں عید کی نماز کی ادائیگی کی خاص ہدایت ہے اسے بھولنا نہیں چاہیے۔

مَیں ذکر کر رہا تھا کہ عید والے دن صرف ایک تہوار منانے کی طرح جمع ہونے کا دن نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپرد کام کیے ہیں ان کا عام دنوں سے بڑھ کر حق ادا کرنا ضروری ہے۔ اپنی عبادت کے بھی حق ادا کرنا ضروری ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی جو ہر مومن کی ذمہ داری ہے اسے ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

اس دن یہ عہد کرنا چاہیے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا، تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی۔ پس ایسی عیدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن کریم میں بہت جگہ توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم آج عید کے دن یہ عہد کرتے ہوئے ان حقوق و فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں کہ آئندہ ہم نے ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا میں عمومی طور پر گذشتہ جمعوں کے خطبات میں بھی ذکر کرتا رہا ہوں تو ہم نے اپنے رمضان کے مقصد کو پا لیا اور عید منانے کے مقصد کو بھی پانے والے ہوں گے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بعض فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ ادا نہ کرنے والے تکبر کرنے والے اور شیخی بگھارنے والے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ پس جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ان کا نہ دین ہے نہ دنیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر اس کا بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان چاہتا ہے کہ اچھا کپڑا پہنے، اچھی جوتی پہنے، خوبصورت لگے تو یہ کس زمرے میں آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خود جمیل ہے۔ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح سے پیش آئے۔
(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، حدیث نمبر 265)

پس عید والے دن اچھے کپڑے پہننا، تیار ہونا، خوشبو لگانا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں لیکن ان کو فخر اور تکبر کا ذریعہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

اس آیت میں ان باتوں کی طرف توجہ دلا کر پھر آخر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہے اور بندوں کا حق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسکی عبادت کی جائے۔ اب یہ بے شک اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے لیکن اس کا فائدہ بندے کو ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے تو یہ اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہماری بہتری کیلئے، ہمیں نوازنے کیلئے، ہماری اصلاح کیلئے عبادتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ ہمیں برائیوں سے روکنے کیلئے عبادت کا حکم ہے، نمازوں کا حکم ہے۔ ایک جگہ فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ (العنکبوت:46) یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔

پس نمازوں کا، عبادتوں کا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کا، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا فائدہ ہمیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا بدلہ دیتا ہے، جزا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ نماز پڑھ۔ زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ الخ، حدیث نمبر 104) یعنی رشتہ داروں سے پیار اور محبت کا سلوک کرو۔ پس دیکھیں! کس طرح اللہ تعالیٰ نواز رہا ہے۔ دنیا میں بھی نواز رہا ہے اور اگلے جہان میں بھی جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ
تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے'' (حضرت مسیح موعودؑ)

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو قرآن کریم کی اشاعت کیلئے بھیجا ہے، قرآن کریم کی حفاظت کیلئے بھیجا ہے، آپؑ کو وہ معارف سکھائے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ تھے، آپؑ کے ذریعے قرآن کریم کے فیض کا ایک چشمہ جاری فرمایا ہے، آپؑ تو آئے ہی قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے ہیں

پاکستان میں وقتاً فوقتاً ان علماء کو ابال اٹھتا رہتا ہے اور ان کے ساتھ پھر بعض سستی شہرت حاصل کرنے والے سیاستدان اور سرکاری اہلکار بھی مل جاتے ہیں اور احمدیوں کو مختلف بہانوں سے ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گذشتہ کچھ عرصے سے پھر یہ لوگ احمدیوں پر تحریف اور توہینِ قرآن کے من گھڑت مقدمے بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے اور جو احمدی اس غلط اور ظالمانہ الزام میں انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں ان کی جلد رہائی کے بھی اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی ہی ہے
جس سے قرآن کریم کے علوم و معارف کا پتہ چلتا ہے اور جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس کام کو دنیا میں سرانجام دے رہی ہے

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو......دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے،
ہم پر کفر کے فتوے لگانے والوں کو دکھانے کی ضرورت ہے کہ احمدی صرف پرانے قصوں ہی کو بیان نہیں کرتے بلکہ آج بھی
زندہ کتاب اور زندہ رسول کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اترنے پر یقین رکھتے ہیں، اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی بولتا ہے

''یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اسکی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اسی ثبوت کیلئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اسکی حمایت اور تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یعنی بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''

''میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں، وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے''

''قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اسکی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ
کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے''

''خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ
وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے
یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی، یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے''

خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ
وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے فضائل، مقام و مرتبہ اور عظمت کے بارے میں بصیرت افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3رفروری 2023ء بمطابق 3رتبلیغ 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ- بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ-
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فیوض بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔'' (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 57، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اسکی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس وقت اسی ثبوت کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اسکی حمایت اور تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یعنی بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 116-117، ایڈیشن 1984ء)

پس اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو قرآن کریم کی اشاعت کیلئے

بھیجا ہے، قرآن کریم کی حفاظت کیلئے بھیجا ہے۔ آپؑ کو وہ معارف سکھائے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ تھے۔ آپؑ کے ذریعے قرآن کریم کے فیض کا ایک چشمہ جاری فرمایا ہے۔ آپؑ تو آئے ہی قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے نام نہاد علماء نے آپؑ کے دعوے کی ابتدا سے ہی آپؑ کی مخالفت اپنا مقصد بنایا ہوا ہے اور کوئی دلیل اور عقل کی بات سننا نہیں چاہتے اور عوام الناس کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ خود تو علم و معرفت سے نابلد ہیں لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے اس کام کیلئے بھیجا ہے اسکے راستے میں روکیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اسے یہ لوگ قرآن کریم کی خدمت سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں وقتاً فوقتاً ان علماء کو ابال اٹھتا رہتا ہے اور ان کے ساتھ پھر بعض سستی شہرت حاصل کرنے والے سیاستدان اور سرکاری اہلکار بھی مل جاتے ہیں اور احمدیوں کو مختلف بہانوں سے ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گذشتہ کچھ عرصے سے پھر یہ لوگ احمدیوں پر تحریف اور توہینِ قرآن کے من گھڑت مقدمے بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے اور جو احمدی اس غلط اور ظالمانہ الزام میں انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں ان کی جلد رہائی کے بھی اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی ہی ہے جس سے قرآن کریم کے علوم و معارف کا پتہ چلتا ہے اور جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس کام کو دنیا میں سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں قرآن کریم کی عظمت و اہمیت، مقام و مرتبہ کے متعلق اپنے ارشادات اور تصنیفات میں جو عرفان بیان فرمایا ہے اور عطا فرمایا ہے وہ میں آج بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ قرآن کریم کی تعلیم کامل اور مکمل ہونے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ (النحل:90) یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور پھر فرماتا ہے مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ (الانعام:39) یعنی ہم نے اس کتاب سے کوئی چیز باہر نہیں رکھی لیکن ساتھ اسکے‘‘ فرماتے ہیں کہ ساتھ اس کے ’’یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اسکی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں۔‘‘ ہر ایک کو اسکا ملکہ نہیں دیا گیا کہ اس کی تفصیل اور تفسیر بیان کرے اور گہرائی میں جا کر اس کے علم و عرفان کے موتیوں کو نکال کے لائے۔ فرمایا ’’بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمٰی مدد دیئے گئے ہوں۔ سو ایسے لوگوں کیلئے جو استخراج و استنباط معارف قرآنی پر بعِلّت غیر مُلْہَم ہونے کے قادر نہیں ہو سکتے یہی سیدھی راہ ہے کہ وہ بغیر قصد استخراج و استنباط قرآن کے ان تمام تعلیمات کو جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ سے ملی ہیں بلا تامل و توقف قبول کر لیں۔‘‘

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت ہی نہیں دی، علم ہی نہیں دیا، عرفان ہی نہیں دیا، ان کا یہ کام ہے کہ جو پرانے سابقہ مفسرین ہیں، ہمارے پرانے امام ہیں، بزرگ ہیں، جو تقویٰ پر چلنے والے لوگ تھے، جنہوں نے تفاسیر لکھی ہیں، ان کو سامنے رکھیں، ان پہ عمل کریں۔ اور قرآن کریم کا ظاہری علم جتنا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، بجائے اس کے کہ اپنے طور پہ غلط قسم کے نقطے نکالتے رہیں۔

فرمایا: ’’اور جو لوگ وحی ولایت عظمٰی کی روشنی سے منور ہیں اور اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلا شبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے۔‘‘ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر قرآن کریم کے گہرے علم کھولتا رہتا ہے۔ ’’اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی۔‘‘ بعض لوگ کہتے ہیں حدیث جو ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب قرآن کریم کا علم اور عرفان عطا فرماتا ہے تو اس سے پتا لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے باہر کوئی بات نہیں کی۔ فرمایا ’’بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات و اشارات قرآن کریم کی تفصیل ہے سو اس معرفت کے پانے سے اعجاز قرآن کریم ان پر کھل جاتا ہے۔‘‘ حدیثیں ہیں ان میں بعض اشارے ایسے ملتے ہیں جس سے بعض آیتوں کی تفسیر ملتی ہے، تفصیل ملتی ہے اور قرآن کریم کا مضمون ان پر مزید کھلتا ہے۔ فرمایا ’’اور نیز ان آیاتِ بیّنات کی سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 80-81)

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علم و معرفت کو عطا فرمانے کیلئے بھیجا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ہدایت کا اوّل ذریعہ قرآن ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا۔‘‘ یعنی یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنے قرب سے نہیں نوازا لیکن فرمایا ’’اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے۔‘‘ ایک تو اسکی یہ نفی کر دی کہ حضرت عیسیٰ پہ جو الزام ہے وہ غلط ہے۔ دوسرا فرمایا قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے ’’تم کسی چیز کی عبادت کرو، نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اَور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔‘‘ ہر قسم کے شرک سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مناہی فرمائی، اسکی تلقین فرمائی اور بڑا کھل کر فرمایا ’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو(700) حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو‘‘ قرآن کو تدبر سے پڑھو ’’اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا‘‘ ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے الہاماً فرمایا ہے ’’کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔‘‘

جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ ہدایت کیلئے، دینی ہدایت کیلئے قرآن کا واسطہ بہر حال ضروری ہے۔ جس کی یہ تعلیم اور خیال ہوں، جو اپنے ماننے والوں کو اس طرح نصیحت کرے، کیا وہ قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی تحریف کر سکتا ہے؟ ان کو کچھ تو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔‘‘ ایک خون کے لوتھڑے کی طرح تھی۔ ’’قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے‘‘ یہی کہا جاتا ہے ناں کہ کبوتر کی شکل میں حضرت جبرئیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئے۔ فرمایا یہ تو کمزور پرندہ ہے ’’جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی‘‘ اور اب تو یہ حال ہے کہ جو اعداد و شمار سامنے آ رہے ہیں کہ عیسائیوں کی اکثریت ہے جو عیسائیت سے ہی انکاری ہو رہے ہیں اور عیسائیت کو چھوڑ رہے ہیں اس لیے کہ ان کو روحانیت نہیں مل رہی۔ اور مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود قرآن ہونے کے اس پر عمل نہ کر کے اس کی روحانیت سے فائدہ نہیں اٹھا رہے اور جس شخص کو اس علم و معرفت کے پھیلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کو ماننے سے انکاری ہیں۔ فرماتے ہیں ’’کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔‘‘

اگر صحیح طرح اس پہ، اسکے حکموں پر عمل کیا جائے تو ایک ہفتے میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ ’’اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔‘‘ یعنی اگر مکمل طور پر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل ہو اور اس کے ہر حکم کی پابندی ہو تو نبیوں کے رنگ میں انسان رنگین ہو سکتا ہے۔ یہ ایک انتہائی مقام ہے جس سے انسان قرآن کریم کی برکات سے فیض پا سکتا ہے۔

فرمایا: ’’بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:6،7) یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے‘‘ فرماتے ہیں: ’’پس اپنی

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

طالب دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (آل عمران:134) ترجمہ: اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اسکی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

طالب دعا: بی۔ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 26-27)

اسی طرح قرآن کے بعد دوسری ہدایت کا ذریعہ آپؑ نے فرمایا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور تیسرا ذریعہ حدیث ہے کیونکہ وہ بہت عرصے کے بعد، کئی سال کے بعد بلکہ سو سال سے زیادہ عرصے کے بعد آئیں۔ بشرطیکہ یہ حدیثیں قرآن اور سنت کے منافی نہ ہوں۔

قرآن کریم کی عزت و تکریم کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

اس کی تفصیل میں آپؑ نے فرمایا: ’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔‘‘

قرآن کریم سے بالکل کنارہ کشی نہ کرلو۔ اس پہ عمل کرنا بالکل چھوڑ نہ دو۔ یہ نہ ہو کہ بالکل عمل ہی نہ کرو۔ اس کو پڑھو، باقاعدگی سے پڑھو۔ اسکی نصائح پر عمل کرو۔ کیونکہ ’’جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔‘‘

ایمان میں ایسی مضبوطی ہوتی ہے کہ اس دنیا میں انسان پر اسکی روشنی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہر ظلمت کا مقابلہ کرنے کیلئے انسان تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی تازہ مثال ہمیں گذشتہ دنوں ہمارے برکینا فاسو کے شہید بھائیوں میں ملتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اَور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اَور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13-14)

ایک اَور الزام جو ہے اس کا بھی اس میں ردّ کر دیا کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔

پھر قرآن شریف کے خاتَم الکتب ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتَم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتَم الکتب۔ اب کوئی اَور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اُس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس امّت کیلئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے، مخاطب ہوتا ہے۔ یہ دروازہ کھلا ہے، بند نہیں ہو گیا۔ ’’اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کیلئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ ہی میں یہ دعا سکھائی ہے: اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ (الفاتحۃ: 6،7)‘‘ فرمایا کہ ’’اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کی راہ کیلئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی، اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کیلئے یہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اس کا ثمرہ کچھ بھی نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہیں مل سکتا۔‘‘ ایک تو یہ دعا کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم سب دعا کرو اور جو اس مقام تک پہنچے ہیں ان کو یہ مقام مل سکتے ہیں لیکن آپؑ فرماتے ہیں کہ عجیب حالت ہے مسلمانوں کی کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ دعا سکھلائی ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کسی ایک شخص کو بھی کجا یہ کہ بہت ساروں کو ملے، ایک شخص کو بھی یہ مقام نہیں مل سکتا۔ ایک شخص بھی امّت میں ایسا نہیں جس کو یہ مقام مل سکے۔ فرمایا: ’’اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہو گیا ہے۔‘‘ ان لوگوں کے نزدیک۔ ’’بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟‘‘ الزام تو ہمیں دیتے ہو۔ اب تم بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعا ہے اسکے باوجود تم جو دروازے بند کر رہے ہو تو اس کی ہتک کا مرتکب کون ہو رہا ہے؟ تم یا ہم؟ فرمایا: ’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اس نے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہ امر تھا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہٗ لاشریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے۔‘‘ ایسی نیکیاں ہوں کہ یہ زندگی بھی جنت بن جائے ’’اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے۔‘‘ فرمایا: ’’یہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تھا اور ہے اور یہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اس کی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کر سکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو؟‘‘

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 285-286، ایڈیشن 2021ء)

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو اس معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے، ہم پر کفر کے فتوے لگانے والوں کو دکھانے کی ضرورت ہے کہ احمدی صرف پرانے قصوں ہی کو بیان نہیں کرتے بلکہ آج بھی زندہ کتاب اور زندہ رسول کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اترنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی بولتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتَم المؤمنینؐ، خاتَم العارفینؐ اور خاتَم النبیینؐ ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتَم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہو گئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیحؑ ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپؐ خاتَم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتَم الکتب ٹھہرا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 341-342، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔‘‘ ایسا اعلیٰ درجہ کا کمال ہے کہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ ہم پہ نعوذ باللہ الزام کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ سے بڑا سمجھتے ہیں اور ہم توہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ان الفاظ کے بعد کوئی عقلمند اور انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ احمدی کسی بھی طرح توہین رسالت کے مرتکب ہیں۔ فرمایا ’’اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اُس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔‘‘

فرمایا ’’جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔‘‘ جو بھی مرتبہ ہو، جو بھی وجوہات کسی کلام کی بڑائی کی اور اعجاز کی ہو سکتی ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔

’’یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالات تعلیم، کیا باعتبارات ثمرات تعلیم، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اسکا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی۔ بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت۔‘‘ خاص پہلو کو نہیں مانگا۔ کسی طرح آؤ قرآن شریف سے مقابلہ کرلو۔ قرآن شریف میں ہر قسم کے مضامین موجود ہیں۔ ’’خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 36-37، ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا: ’’یہ بات ہرگز ہرگز بھول جانے کے قابل نہیں ہے کہ قرآن شریف جو

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم میں سے جس کیلئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے
اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے

(ترمذی، ابواب الدعوات)

طالبِ دُعا: نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رَبِّ اَسۡاَلُكَ خَيۡرَ مَا فِيۡ هٰذَا الۡيَوۡمِ وَخَيۡرَ مَا بَعۡدَهٗ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا فِيۡ هٰذَا الۡيَوۡمِ وَشَرِّ مَا بَعۡدَهٗ (مسلم، کتاب الذکر) اَے میرے ربّ! میں تجھ سے اس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اسکے بعد کی بھلائی بھی اور میں تجھ سے اس دن کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اسکے بعد کی بُرائی سے بھی

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

خاتم الکتب ہے دراصل قصوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اپنی غلط فہمی اور حق پوشی کی بناء پر قرآن شریف کو قصوں کا مجموعہ کہا ہے انہوں نے حقائق شناس فطرت سے حصہ نہیں پایا۔ ورنہ اس پاک کتاب نے تو پہلے قصوں کو بھی ایک فلسفہ بنا دیا ہے‘‘ جو قصے بیان ہوئے ہیں وہ بھی اس طرح بیان کیے ہیں کہ وہ ایک فلسفہ ہے۔ ان میں ایک سبق ہے۔ ایک گہرائی ہے۔ فرمایا: ’’اور یہ اس کا احسانِ عظیم ہے ساری کتابوں اور نبیوں پر‘‘ کہ ان قصوں کو بھی اس نے فلسفہ بنا دیا‘‘ ورنہ آج ان باتوں پر ہنسی کی جاتی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس علمی زمانہ میں جبکہ موجوداتِ عالم کے حقائق اور خواص الاشیاء کے علوم ترقی کر رہے ہیں اس نے آسمانی علوم اور کشفِ حقائق کیلئے ایک سلسلہ کو قائم کیا‘‘ ہے۔

بڑے بڑے علوم کے ماہرین پیدا ہو رہے ہیں، مختلف قسم کی سائنس کے مضامین ہیں۔ دوسرے مضامین ہیں۔ دنیا ترقی کر رہی ہے۔ مزید تحقیقیں ہو رہی ہیں۔ اس کیلئے سلسلہ قائم کر دیا اور اس سلسلہ میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تفسیر قرآن کریم کے علم سے ہی علم حاصل کر کے، اسکی تعلیم سے ہی علم حاصل کر کے بیان فرمائی ہے کہ کس طرح سائنس اور مذہب میں ایک یکجائی ہے۔ فرمایا‘‘ جس نے ان تمام باتوں کو جو فیج اعوج کے زمانہ میں ایک معمولی قصوں سے بڑھ کر وقعت نہ رکھتی تھیں اور اس سائنس کے زمانہ میں ان پر ہنسی ہو رہی تھی۔‘‘ فرمایا کہ ’’علمی پیرایہ میں ایک فلسفہ کی صورت میں پیش کیا۔‘‘ جو اندھیرا زمانہ تھا، ایک جہالت کا زمانہ تھا۔ اسلام میں اکا دکا علماء نظر آتے تھے۔ اس وقت کی یہ باتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ لوگ ہنستے تھے، سائنسدان ہنستے تھے کہ یہ کیا ہے؟ لیکن آپ کو بھیج کر اور اسکی تفسیر جو آپؑ نے بیان کی، جو تشریح بیان فرمائی اور جس طرح اس کا عرفان بیان فرمایا۔ (ملفوظات، جلد3، صفحہ 153، ایڈیشن 1984ء)

مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اس زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو بیان کرنے کیلئے اپنے فرستادے کو بھیجا جس نے اسلام کی تعلیم کے اوپر جو جہالت کے الزامات تھے ان سب کو دُور کر دیا۔

پھر قرآن کریم پر ایمان اور اس کی پیروی کو آپؑ کس قدر ضروری خیال فرماتے تھے اور اس کو ایمان کا حصہ یقین رکھتے تھے اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ذرا اِدھر اُدھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑے گا وہ جہنمی ہے۔‘‘ فرمایا کہ میں نے ’’پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے۔‘‘

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 259)

آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے مخالفین جھٹ کفر کا فتویٰ ہم پر لگا دیتے ہیں۔ اگر ہماری طرف سے کوئی بات سنتے ہیں تو انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہم سے پوچھتے کہ یہ بات تم نے کی ہے یا نہیں کی اور اگر کی ہے تو یہ تو اسلام کے مطابق نہیں ہے اسکی وضاحت کرو۔ لیکن نہیں۔ فرمایا کہ ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ صرف کفر کے فتوے لگانے پر تلے ہوئے ہیں۔

(ماخوذ از لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 259)

پس ہم نے تو جو بیان کیا اسلام کی اور قرآن کی تعلیم کی روشنی میں کیا ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں۔

قرآن شریف اور قانون قدرت کی ہم آہنگی کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کیلئے فرماتا ہے۔‘‘ کبھی معاف کرنے کی طرف فرماتا ہے اور کبھی سزا دینے کی طرف۔ ’’پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔‘‘ عام قانون قدرت ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے۔ کہیں سزا دیتا ہے۔ کبھی چھوڑ رہا ہوتا ہے اور وہی جو اصول ہے وہ دینی تعلیم میں بھی ہونا چاہیے۔ اپنی اس مذہبی کتاب میں بھی ہونا چاہیے اور قرآن شریف میں ہے۔ فرمایا: ’’نہ یہ کہ فعل سے کچھ اَور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اَور ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگزر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے۔ ہمارا خدا صرف حلیم خدا نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اسکے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قولِ الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں۔ ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگزر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کیلئے خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کرے گا۔‘‘ (چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 346-347)

یہ اس وقت تھا جب زلزلے کی آپؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے۔

عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بے خبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بے خبر نہیں۔ اس لئے سچا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے۔‘‘ جو دنیا میں کہیں بھی رہنے والے ہیں، کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہیں، دہریہ بھی ہیں، وہ بھی دنیا کی بناوٹ دیکھ کے کچھ نہ کچھ حد تک یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے اور اکثریت تو اپنے اپنے قبائلی مذہب کے لحاظ سے بھی یقین رکھتی ہے۔ بہرحال آپؑ نے فرمایا کہ قرآن کریم کا خدا تو یہ ہے جو اپنے آپ کو خود ظاہر کرتا ہے۔ ’’جس کی شہادت انسانی فطرت اور قانونِ قدرت دے رہا ہے۔‘‘ عیسائیوں کی طرح نہیں ہے۔ (چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 350 حاشیہ)

فرماتے ہیں: ’’سچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خداشناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگاویں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خداشناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے۔ اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔‘‘ (چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 352)

اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں قرآن شریف میں ثبوت موجود ہیں۔

قرآن کریم کی انجیل اور دوسری مذہبی کتب پر برتری ثابت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہوسکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؑ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اسکے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے دیا گیا ہے اور میں ایک آیۃ اللہ ہو گیا ہوں۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔

چنانچہ صدہا نشان اس وقت تک ظاہر ہو چکے ہیں اور‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض کتب میں یہ نشانات ظاہر بھی فرمائے ہیں، لکھ کر بیان فرمائے ہیں اور جماعت پر چڑھنے والا ہر دن بھی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ جو پیشگوئیاں آپؑ نے فرمائیں وہ کس طرح پوری ہو رہی ہیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگے فرماتے ہیں: ’’ہر قوم اور ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں۔ مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جن سے اپنے مذہب

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے
جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد32، صفحہ 340)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور
سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد11، صفحہ 345)

طالبِ دُعا: نور جہاں بیگم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھائے۔

ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکے مقابل نہیں ہے۔

میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں۔ وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔ مثلاً تعلیم ہی کو دیکھیں تو وہ عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور فی الواقع معجزہ ہے۔ ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ دوسری تعلیم اس کے ساتھ ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اس وقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر مَیں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے اور معجزہ ہے۔ مثلاً توریت کی تعلیم' فرمایا کہ ''(حالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے موافق)'' جو توریت کی تعلیم ہے اس '' کا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے۔ جیسے آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت اور بالمقابل انجیل کی تعلیم'' ہے جس '' کا سارا زور عفو، صبر اور درگزر پر تھا اور یہاں تک اس میں تاکید کی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اسکی طرف پھیر دو۔ کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ۔ کُرتہ مانگے تو چُغہ بھی دے دو۔ اسی طرح پر ہر باب میں توریت اور انجیل کی تعلیم میں یہ بات نظر آئے گی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا۔ مگر قرآن شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں دیکھو، جس بارہ میں قرآن کی تعلیم پر نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ محل اور موقع کا سبق دیتا ہے۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نفسِ تعلیم سب کا ایک ہی ہے۔ لیکن اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب نے ایک ایک پہلو پر زور دیا ہے مگر فطرت انسانی کے تقاضے کے موافق صرف قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ یہ کہنا کہ توریت کی تعلیم افراط کے مقام پر ہے۔ اس لئے وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔'' یہ بھی غلط ہے کہ ہم کہیں کہ یہ تعلیم خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ وہ تعلیم توریت کی بھی خدا کی طرف سے ہے۔ ''اصل بات یہ ہے کہ اس وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تعلیم بے کار تھی اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں۔'' یعنی جو balanced تعلیم تھی اب ملی ہے وہ اس وقت بیکار تھی۔ اس زمانے میں ضرورت تھی اس تعلیم کی جو توریت میں دی گئی۔ اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں۔ جو انجیل اور توریت کی تعلیم ہے وہ اس جگہ کیلئے تھیں، وہیں کیلئے مخصوص تھیں ''اس لئے ان تعلیموں میں دوسرے پہلوؤں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن شریف چونکہ تمام دنیا اور تمام نوع انسان کے واسطے تھا اس لئے اس تعلیم کو ایسے مقام پر رکھا جو فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں کے موافق تھی اور یہی حکمت ہے کیونکہ حکمت کے معنی ہیں وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ مَحَلِّہٖ یعنی کسی چیز کو اسکے اپنے محل پر رکھنا۔ پس یہ حکمت قرآن شریف نے ہی سکھلائی ہے۔

توریت جیسا کہ بیان کیا ہے ایک بے جا سختی پر زور دے رہی تھی اور انتقامی قوت کو بڑھاتی تھی اور انجیل بالمقابل بیہودہ عفو پر زور مارتی تھی۔ قرآن شریف نے ان دونوں کو چھوڑ کر حقیقی تعلیم دی۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ: 41) یعنی بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کردے اور اس معاف کرنے میں اصلاح مقصود ہو۔ اس کا اجر اسکے رب کے پاس ہے۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 37 تا 40، ایڈیشن 1984ء)

یہ جرأت اور نشانات کے ساتھ آپؑ کا قرآن کریم کی تمام ادیان پر برتری ثابت کرنا اُس وقت تھا جب اس ملک میں انگریزوں کی حکومت تھی۔ چرچ کا زور تھا۔ پھر بھی آپؑ نے قرآن کریم کی برتری کا کھلا کھلا چیلنج دیا اور کسی خوف کو قریب بھی نہ آنے دیا کیونکہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے وہ فرستادے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بھیجا ہے اور اس مقصد کیلئے بھیجا تھا کہ وہ تعلیم کو پھیلائیں۔

اور یہی چیز ہم آپؑ کے لٹریچر میں اور تعلیم میں دیکھتے ہیں اور اسی چیز کو آج ہم، جماعت احمدیہ بھی آگے پھیلا رہی ہے اور جماعت احمدیہ پر الزام لگانے والے یہ کہتے ہیں کہ احمدی قرآن کریم کی تحریف اور توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

قرآن کریم کی ضرورت اور اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کیلئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے۔

سو بلحاظ مخاطبین کے توریت کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً توریت کہتی ہے کہ خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ خون مت کر اور بظاہر قرآن میں اسی حکم کا اعادہ معلوم ہوتا ہے جو توریت میں آچکا ہے۔ مگر دراصل اعادہ نہیں بلکہ توریت کا یہ حکم صرف بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہے اور صرف بنی اسرائیل کو خون سے منع فرماتا ہے دوسرے سے توریت کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن قرآن شریف کا یہ حکم تمام دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور تمام نوع انسان کو ناحق کی خون ریزی سے منع فرماتا ہے۔ اسی طرح تمام احکام میں قرآن شریف کی اصل غرض عامہ خلائق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 85)

پھر فرمایا: ''یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ'' قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کونسی لایا جو توریت میں نہ تھی۔'' بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کونسی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگے گا جس نے کلام الٰہی میں کبھی تدبر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الٰہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اس کا نام ونشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہم پر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور اجرام فلکی اور شیاطین کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید تین درجہ پر منقسم ہے درجہ اوّل عوام کیلئے یعنی ان کیلئے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کیلئے یعنی ان کیلئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اوّل مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اسکی پرستش سے کنارہ کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔'' لوگوں پر یہ انحصار بھی شرک ہے۔ یہ توحید کے خلاف ہے۔ ''اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توریت میں کہاں ہے۔ ایسا ہی توریت میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا اور شاید کہیں کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توریت میں خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص: 2 تا 5) ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رک جاتے۔ ایسا ہی توریت نے حقوق کے مدارج کو پورے طور پر بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل: 91) یعنی خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طور سے خدمت کرو کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے خدمت کرتا ہے۔ یعنی بنی نوع سے تمہاری ہمدردی جوش طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ایسا ہی توریت میں خدا کی ہستی اور اس کی واحدانیت اور اس کی صفات کاملہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآن شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام اور نبوت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کر کے حق کے طالبوں پر اس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے اور یہ تمام دلائل ایسے کمال سے قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں کہ کسی کی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔

ماسوا اس کے قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کیلئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اسکی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کیلئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اسکا مقصود ہے۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 83-85)

قرآن کریم کے فضائل، مقام و مرتبہ اور برتری پر اَور بھی مختلف حوالے ہیں جو ان شاء اللہ آئندہ کبھی بیان ہوں گے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق
ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے،
یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔''

(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ
دین کی خدمت اور ملک و قوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں
اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔''

(پیغام برموقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی۔ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیربھوم، بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

آغاز جہاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احتیاطی تدابیر

یہ بتایا جاچکا ہے کہ جہاد بالسیف کی اجازت میں پہلی قرآنی آیت بارہ صفر 2 ہجری کو نازل ہوئی تھی۔ یعنی دفاعی جنگ کے اعلان کا جو خدائی اشارہ ہجرت میں کیا گیا تھا اسکا باضابطہ اعلان صفر 2 ہجری میں کیا گیا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام مدینہ کی ابتدائی کارروائیوں سے فارغ ہوچکے تھے اور اس طرح جہاد کا آغاز ہوگیا۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ کفار کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً چار تدابیر اختیار کیں جو آپؐ کی اعلیٰ سیاسی قابلیت اور جنگی دوربینی کی ایک بیّن دلیل ہیں۔ یہ تدابیر مندرجہ ذیل تھیں۔

اوّل آپؐ نے خود سفر کرکے آس پاس کے قبائل کے ساتھ باہمی امن وامان کے معاہدے کرنے شروع کئے تاکہ مدینہ کے اردگرد کا علاقہ خطرہ سے محفوظ ہوجائے۔ اس امر میں آپؐ نے خصوصیت کے ساتھ ان قبائل کو مدنظر رکھا جو قریش کے شامی رستے کے قرب وجوار میں آباد تھے کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے یہی وہ قبائل تھے جن سے قریش مکہ مسلمانوں کے خلاف زیادہ مدد لے سکتے تھے اور جن کی دشمنی مسلمانوں کے واسطے سخت خطرات پیدا کرسکتی تھی۔

دوم آپؐ نے چھوٹی چھوٹی خبر رساں پارٹیاں مدینہ کے مختلف جہات میں روانہ کرنی شروع فرمائیں تاکہ آپؐ کو قریش اور ان کے حُلفاء کی حرکات وسکنات کا علم ہوتا رہے اور قریش کو بھی یہ خیال رہے کہ مسلمان بے خبر نہیں ہیں اور اس طرح مدینہ اچانک حملوں کے خطرات سے محفوظ ہوجائے۔

سوم ان پارٹیوں کے بھجوانے میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ تا اس ذریعہ سے مکہ اور اسکے گردونواح کے کمزور اور غریب مسلمانوں کو مدینہ کے مسلمانوں میں آملنے کا موقع مل جاوے۔ ابھی تک مکہ کے علاقہ میں کئی لوگ ایسے موجود تھے جو دل سے مسلمان تھے مگر قریش کے مظالم کی وجہ سے اپنے اسلام کا برملا طور پر اظہار نہیں کرسکتے تھے اور نہ اپنی غربت اور کمزوری کی وجہ سے ان میں ہجرت کی طاقت تھی کیونکہ قریش ایسے لوگوں کو ہجرت سے جبراً روکتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا یعنی ”اے مومنو! کوئی وجہ نہیں کہ تم لڑائی نہ کرو اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے اور ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر جو کمزوری کی حالت میں پڑے ہیں اور دعائیں کررہے ہیں کہ اَے ہمارے رب! نکال ہم کو اس شہر سے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہم ناتوانوں کیلئے اپنی طرف سے کوئی دوست ومددگار عطا فرما۔ پس ان پارٹیوں کے بھجوانے میں ایک یہ مصلحت بھی تھی کہ تا ایسے لوگوں کو ظالم قوم سے چھٹکارا پانے کا موقع مل جاوے۔ یعنی ایسے لوگ قریش کے قافلوں کے ساتھ ملے ملائے مدینہ کے قریب پہنچ جائیں اور پھر مسلمانوں کے دستے کی طرف بھاگ کر مسلمانوں میں آملیں۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلا دستہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن الحارث کی سرداری میں روانہ فرمایا تھا اور جس کا عکرمہ بن ابوجہل کے ایک گروہ سے سامنا ہوگیا تھا اس میں مکہ کے دو کمزور مسلمان جو قریش کے ساتھ ملے ملائے آگئے تھے، قریش کو چھوڑ کر مسلمانوں میں آملے تھے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ:

فَرَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ حَلِيْفُ بَنِيْ نَوْفَلَ وَكَانَا مُسْلِمَيْنِ وَلٰكِنَّهُمَا خَرَجَا يَتَوَصَّلَانِ بِالْكُفَّارِ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ یعنی ”اس مہم میں جب مسلمانوں کی پارٹی لشکرِ قریش کے سامنے آئی تو دو شخص مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان جو بنوزہرہ اور بنونوفل کے حلیف تھے مشرکین میں سے بھاگ کر مسلمانوں میں آملے اور یہ دونوں شخص مسلمان تھے اور صرف کفار کی آڑ لے کر مسلمانوں میں آملنے کیلئے نکلے تھے۔“ پس ان پارٹیوں کے بھجوانے میں ایک غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی تھی کہ تا ایسے لوگوں کو ظالم قریش سے چھٹکارا پانے اور مسلمانوں میں آملنے کا موقع ملتا رہے۔

چہارم: چوتھی تدبیر آپؐ نے یہ اختیار فرمائی کہ آپؐ نے قریش کے ان تجارتی قافلوں کی روک تھام شروع فرمادی جو مکہ سے شام کی طرف آتے جاتے ہوئے مدینہ کے پاس سے گزرتے تھے کیونکہ (الف) یہ قافلے جہاں جہاں سے گزرتے تھے مسلمانوں کے خلاف عداوت کی آگ لگاتے جاتے تھے اور ظاہر ہے کہ مدینہ کے گردونواح میں اسلام کی عداوت کا تخم بویا جانا مسلمانوں کیلئے نہایت خطرناک تھا۔ (ب) یہ قافلے ہمیشہ مسلح ہوتے تھے اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کے قافلوں کا مدینہ سے اس قدر قریب ہوکر گزرنا ہرگز خطرہ سے خالی نہیں تھا۔ (ج) قریش کا گزارہ زیادہ تر تجارت پر تھا اور اندریں حالات قریش کو زیر کرنے اور ان کو ان کی ظالمانہ کارروائیوں سے روکنے اور صلح پر مجبور کرنے کا یہ سب سے زیادہ یقینی اور سریع الاثر ذریعہ تھا کہ ان کی تجارت کا راستہ بند کردیا جاوے۔ چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن باتوں نے بالآخر قریش کو صلح کی طرف مائل ہونے پر مجبور کیا ان میں ان کے تجارتی قافلوں کی روک تھام کا بہت بڑا دخل تھا۔ پس یہ ایک نہایت دانشمندانہ تدبیر تھی جو اپنے وقت پر کامیابی کا پھل لائی۔ (د) قریش کے ان قافلوں کا نفع بسا اوقات اسلام کو مٹانے کی کوشش میں صرف ہوتا تھا بلکہ بعض قافلے تو خصوصیت کے ساتھ اسی غرض سے بھیجے جاتے تھے کہ ان کا سارا نفع مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ اس صورت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان قافلوں کی روک تھام خود اپنی ذات میں بھی ایک بالکل جائز مقصود تھی۔

بعض متعصب عیسائی مؤرخین نے جن کو اسلام کی خوبیاں بھی بدی کی شکل میں نظر آتی ہیں یہ اعتراض کیا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ قریش کے قافلوں کو لوٹنے کی غرض سے نکلتے تھے۔ ہم ان عدل وانصاف کے مجسموں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا تمہاری قومیں جنہیں تم تہذیب و شرافت کے معراج کو پہنچا ہوا سمجھتے ہو جنگ کے زمانہ میں دشمن قوموں کے تجارتی رستے نہیں روکتیں؟ اور کیا انہیں جب یہ خبر پہنچتی ہے کہ فلاں دشمن قوم کا کوئی تجارتی جہاز فلاں جگہ سے گزر رہا ہے تو وہ فوراً اس کے پیچھے ایک بحری دستہ روانہ کرکے اسکو تباہ وبرباد کردینے یا اسے مغلوب کرکے اسکے اموال پر قبضہ کرلینے کی تدابیر نہیں اختیار کرتیں؟ تو پھر کیا اس وجہ سے تمہارے فرمانرواؤں کا نام ڈاکو اور لیٹرے اور غارت گر رکھا جاسکتا ہے؟ یقیناً اگر مسلمانوں نے قریش کے قافلوں کی روک تھام کی تو اس غرض سے نہیں کی کہ ان کے قافلوں کے اموال پر قبضہ کریں بلکہ اس لئے کی کہ تدابیر جنگ کا تقاضا تھا کہ قریش کی تجارت کا رستہ بند کردیا جاوے کیونکہ اس سے بہتر ان کو ہوش میں لانے اور صلح کی طرف مائل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ باقی اگر قریش کا کوئی قافلہ مغلوب ہوگیا اور اس غلبہ کے نتیجہ میں اس کا مال ومتاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو وہ جنگ کی فتوحات کا حصہ تھا جس کا ہر قوم اور ہر زمانہ میں فاتح کو حق دار سمجھا گیا ہے۔ کیا معترضین کا یہ مطلب ہے کہ مسلمان کفار کے قافلوں کو تو بیشک روکتے اور ان کے آدمیوں کو مارتے، لیکن قافلوں کے اموال کو اپنے تصرت میں نہ لاتے بلکہ اپنے خرچ پر اپنی فوج کی حفاظت میں نہایت احتیاط کے ساتھ مکہ بھجوا دیا کرتے تاکہ ان اموال کی مدد سے قریش دو چار اور جرار لشکر تیار کرکے مسلمانوں کے خلاف مدینہ پر چڑھالاتے؟ اگر ان کا یہی خیال ہے تو انہیں یہ خیال مبارک ہو۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اسلام کا دامن اس قسم کی بے وقوفی اور بے غیرتی اور خودکشی کی تعلیم سے پاک ہے اور یہ کہنا کہ ان قافلوں کی روک تھام میں مسلمانوں کو لوٹ مار کی تعلیم دی جاتی تھی کس قدر ظلم، کس قدر انصاف سے بعید ہے۔ کیا اس قوم کو لوٹ مار کی تعلیم دی جاتی تھی جن میں سے بعض نے ایک جہاد کے سفر میں بھوک سے سخت تنگ آکر اور گویا موت کے منہ پر پہنچ کر کسی کے ایک گلہ میں سے دو چار بکریاں پکڑ کر ذبح کرلیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر غصہ میں ہنڈیوں کو الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں مسلتے ہوئے فرمایا کہ ”یہ لوٹ کا مال تمہارے لئے کس نے حلال کیا ہے؟ یہ تو ایک مردار سے بڑھ کر نہیں؟“ پھر کیا اس قوم کو لوٹ مار کی تعلیم دی جاتی تھی جن میں سے نومسلم لوگ جہاد پر جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آآکر پوچھتے تھے کہ یارسول اللہ! اگر لڑائی میں ایک شخص کی اصل نیت تو حفاظت دین ہو لیکن اسے کچھ یہ بھی خیال ہو کہ شاید غنیمت کا مال بھی مل جائے گا، تو کیا ایسے شخص کو جہاد کا ثواب ہوگا؟ اور آپؐ فرماتے تھے ”ہرگز نہیں ہرگز نہیں ایسے شخص کیلئے کوئی ثواب نہیں ہے“ کیا ان واقعات کے ہوتے ہوئے قافلوں کی روک تھام کو لوٹ مار کی تعلیم سمجھا جاسکتا ہے؟ پھر یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو سمجھاتے رہتے تھے کہ جہاد میں دنیا کے خیالات کی ملونی نہیں ہونی چاہئے بلکہ صحابہ پر آپؐ کی اس تعلیم کا اثر بھی تھا اور یہ اثر اس قدر غالب تھا کہ وہ نہ صرف اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ ان کے دلوں میں دنیا طلبی کے خیالات جاگزیں نہ ہوں بلکہ بعض اوقات وہ ایسے جائز موقعوں سے بھی بچتے تھے جن میں کمزور طبیعتوں کیلئے اس قسم کے خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔ چنانچہ غزوہ بدر کے متعلق روایت آتی ہے کہ کئی صحابہ اس غزوہ میں اس لئے شریک نہیں ہوئے تھے کہ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ مہم صرف قافلہ کی روک تھام کیلئے اختیار کی جارہی ہے وَاِلَّا اگر ان کو یہ علم ہوتا کہ قریش کے لشکر کے ساتھ جنگ ہوگا تو وہ ضرور شامل ہوتے اور یہ اس بات کا ایک عملی ثبوت ہے کہ صحابہ کو قافلوں کی روک تھام میں ان کے اموال واَمتعہ کی وجہ سے کوئی شغف نہیں تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صورت حال یہ ہونی چاہئے تھی کہ کسی قافلہ کی روک تھام کے موقع پر صحابہ زیادہ کثرت کے ساتھ شامل ہونے کیلئے آگے بڑھتے، مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے صحابہ ایک جیسے تھے۔ بیشک ان میں بعض کمزور بھی تھے اور طبعاً یہ کمزوری ابتداء میں نسبتاً زیادہ تھی۔ مگر جو تبدیلی صحابہ کی جماعت نے آپؐ کی تربیت کے ماتحت دکھائی وہ فی الجملہ نہایت محیر العقول اور حقیقتاً بے نظیر تھی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 323 تا 326، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ✿ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں ✿ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(931) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز پیر سراج الحق صاحب سرساوی اپنے علاقہ کے آموں کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارے علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو کھاتے ہیں تو گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ گویا لوگ کثرت سے آم چوستے ہیں۔ اس وقت حضرت اقدس بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ پیر صاحب جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع الھضم ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں چوسنے چاہئیں کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

(932) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور مسیح موعود کا زمانہ تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔

(933) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں حافظ معین الدین عرف مانا مؤذن مقرر تھا اور کچھ وقت احمد نور کابلی بھی مؤذن رہے ہیں اور مَیں بھی کچھ عرصہ اذان دیتا رہا ہوں اور دوسرے دوست بھی بعض وقت اذان دیدیتے تھے۔ گویا اس وقت مؤذن کافی تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ دو مؤذن ایک ہی وقت اذان دینے کیلئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے اذان دینی شروع کی تو حافظ معین الدین نے بھی شروع کردی۔ پھر حافظ صاحب ہی اذان دیتے رہے اور دوسرا شخص خاموش ہوگیا۔ مَیں نے ایک روز صبح کے وقت اذان دی تو حضرت اقدس اندر سے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ مَیں نے کھانا نہیں کھایا کیونکہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ اس وقت شوق کی وجہ سے مؤذنوں میں بھی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ ایک کہتا تھا کہ میں نے اذان دینی ہے اور دوسرا کہتا تھا مَیں نے دینی ہے۔ بعض وقت مولوی عبدالکریم صاحب بھی اذان دیدیا کرتے تھے۔

(934) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ بہت ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست ضلع گورداسپور مرزا نظام الدین صاحب کے مکان میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو شکار دیکھنے کا شوق تھا۔ وہ مرزا نظام الدین صاحب کے مکان سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ چند کس سانسی بھی جنہوں نے کتّے پکڑے ہوئے تھے نکلے۔ مولوی غلام علی صاحب نے شاید حضرت صاحب کو پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی یا حضرت صاحب خود ان کی دلداری کیلئے باہر آگئے۔ بہر حال اس وقت حضرت صاحب بھی باہر تشریف لے آئے اور آپ آگے آگے چل پڑے اور ہم پیچھے پیچھے جارہے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاؤں میں جو جوتا تھا وہ شاید ڈھیلا ہونے کی وجہ سے ٹھپک ٹھپک کرتا جاتا تھا۔ مگر وہ بھی حضرت صاحب کو اچھا معلوم ہوتا۔ چلتے چلتے پہاڑی دروازہ پر چلے گئے۔ وہاں ایک مکان سے سانسیوں نے ایک بلّے کو چھیڑ کر نکالا۔ یہ بلّا شاید جنگلی تھا جو وہاں چھپا ہوا تھا۔ جب وہ بلّا مکان سے باہر بھاگا تو تمام کتّے اس کو پکڑنے کیلئے دوڑے۔ یہاں تک کہ اس بلّے کو انہوں نے چیر پھاڑ کر رکھدیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت صاحب چپ چاپ واپس اپنے مکان کو چلے آئے اور کسی کو خبر نہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمہ دیکھ کر آپ نے برداشت نہ کیا اور واپس آگئے۔

(935) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 98-1897ء کا واقعہ ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر قادیان کے نزدیک ایک گاؤں کے احمدی جلسہ پر آئے۔ یہ گاؤں فیض اللہ چک یا تھہ غلام نبی یا سیکھواں تھا جو قادیان سے قریب ہی واقع تھا۔ وہاں کے لوگوں نے برسبیل تذکرہ ذکر کیا کہ ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ بہت مخالف ہیں اور حضرت صاحب اور آپ کے مریدوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور اگر ان کو دلائل سنائیں تو سنتے نہیں۔ اس پر ایک مرحوم دوست حافظ محمد حسین صاحب نابینا جوڈنگہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے کہنے لگے کہ مَیں تمہارے گاؤں میں آؤنگا اور غیر احمدیوں کی مسجد میں ٹھہرونگا اور غیر احمدی بن کر تم سے مباحثہ کرونگا۔ پھر جب شکست کھاؤنگا تو مخالفین پر اچھا اثر پڑے گا۔ نیز وہ اس بہانے سے تمہارے دلائل سُن لیں گے۔ غرض یہ سمجھوتہ ہوگیا۔ جلسہ کے بعد وہ لوگ اپنے گاؤں چلے گئے اور حافظ صاحب مرحوم ایک دو روز بعد اس گاؤں میں پہنچے اور غیر احمدیوں کی مسجد میں ٹھہرے۔ اور وہاں للکار کر کہا کہ یہاں کوئی میرزائی ہے؟ میرے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ لاؤ مَیں ان کو توبہ کراؤں۔ غیر احمدیوں نے کہا ہاں یہاں فلاں شخص ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ ان کو بلاؤ تو مَیں ان کو قائل کروں اور بحث میں شکست دوں۔ وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور مجمع ہوگیا۔ احمدی بلائے گئے۔ سوال وجواب شروع ہوئے اور حیات وفات مسیح پر بحث ہونے لگی۔ پہلے تو حافظ صاحب نے مشہور مشہور دلیلیں غیر احمدیوں والی پیش کیں۔ پھر ہوتے ہوتے احمدیوں نے ان کو دبانا شروع کیا۔ آخر وہ بالکل خاموش ہوگئے اور یہ کہہ دیا کہ مَیں آگے نہیں چل سکتا۔ واقعی ان دلائل کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ غیر احمدیوں کو شُبہ پڑ گیا کہ یہ شخص سکھایا ہوا آیا ہے ورنہ اگر یہ شخص غیر احمدی ہوتا تو فوراً اس طرح قائل نہ ہوتا۔ اس پر انہوں نے حافظ صاحب کو بُرا بھلا کہا بلکہ غالباً جسمانی تکلیف بھی دی اور آخر حافظ صاحب نے احمدیوں کے گھر میں آکر پناہ لی۔ حضرت صاحب کو جب یہ قصّہ معلوم ہوا تو آپ کو بہت ناگوار گزرا اور آپ نے فرمایا کہ یہ بہت نامناسب حرکت کی گئی ہے۔ ہمارے دوستوں کو ایسا طریق اختیار نہیں کرنا چاہئے۔

(936) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ شرعی طور پر زنا کے الزام کا گواہ جب تک سلائی اور سرمہ دانی والی حالت کی چشم دید گواہی نہ دے تب تک اسکی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے یہ الفاظ ایک حدیث کا ترجمہ ہیں جس کے یہ الفاظ ہیں کہ کَالْمِیْلِ فِی الْمُکْحَلَۃِ

(937) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جمعہ کی پہلی سنتوں کے متعلق ایک دفعہ فرمایا کہ یہ تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد ہیں اس لئے آپ دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(938) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ سر کے دَورہ میں پیر بہت جھسواتے تھے اور بدن زور سے دبواتے تھے۔ اس سے آپکو آرام محسوس ہوتا تھا۔

(939) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب تک مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم زندہ رہے وہ ہر فرض نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور صبح اور مغرب اور عشاء میں جہر کے ساتھ قنوت ہوتا تھا۔ قنوت میں پہلے قرآنی دُعائیں پھر بعض حدیث کی دُعائیں معمول ہوا کرتی تھیں۔ آخر میں درود پڑھ کر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جو دُعائیں اکثر پڑھی جاتیں تھیں ان کو بیان کردیتا ہوں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار

(البقرۃ:202)

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ

(آل عمران:195)

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ

(الاعراف:24)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

(الفرقان:75)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا

(البقرۃ:287)

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (الفرقان:66)

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ (الاعراف:90)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (یونس:86)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا

(آل عمران:9)

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

(آل عمران:194)

اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْحَكَمِ الْعَادِلِ۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آخری سے پہلی دعا میں دراصل مسیح موعود کی بعثت کی دعا ہے مگر بعثت کے بعد اس کے یہ معنے سمجھے جائیں گے، کہ اب مسلمانوں کو آپ پر ایمان لانے کی توفیق عطا کر۔

(940) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا کہ جب کبھی کوئی ایسا اعتراض یا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوتا یا کسی کی تحریر کے ذریعہ حضور کو پہنچتا کہ جس کا جواب دینا ضروری ہوتا۔ تو عام طور پر حضرت صاحب اس اعتراض یا مسئلہ کے متعلق مجلس میں اپنے دوستوں کے سامنے پیش کر کے فرماتے کہ اس معترض کے اعتراض میں فلاں فلاں پہلوں فروگذاشت کئے گئے ہیں۔ یا اس کی طبیعت کو وہاں تک رسائی نہیں ہوئی، یا یہ اعتراض کسی سے سُن کر اپنی عادت یا فطرت کے خبث کا ثبوت دیا ہے۔ پھر حضور اس اعتراض کو مکمل کرتے اور فرمایا کرتے کہ اگر اعتراض ناقص ہے تو اسکا جواب بھی ناقص رہتا ہے۔ اس لئے ہماری یہی عادت ہے کہ جب کبھی کسی مخالف کی طرف سے کوئی اعتراض اسلام کے کسی مسئلہ پر پیش آتا ہے تو ہم پہلے اس اعتراض پر غور کر کے اسکی خامی اور کمی کو خود پورا کر کے اس کو مضبوط کرتے ہیں اور پھر جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یہی طریق حق کو غالب کرنے کا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں ✡ تو نے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں ✡ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دارالفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

بقیہ خطبہ عیدالفطر حضور انور از صفحہ نمبر 2

پھر ایک اَور روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو محض للہ دو عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فیمن قام لیلتی العیدین، حدیث نمبر 1782)

کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر عبادت کرنے سے ہمیشہ کیلئے انعام مل رہا ہے۔ پس عید صرف خوشیاں منانے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی راتوں کو عبادتوں سے زندہ کرنے کا نام ہے اور اس سے ہمیشہ کیلئے پھر روحانی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان ختم ہوا اب آرام سے سوئیں گے۔ کہاں تو سحری کھانے کیلئے اٹھتے تھے اور اس وجہ سے دو نفل بھی پڑھ لیتے تھے اور کہاں یہ کہ عید والے دن بعض بلکہ بہت سے فجر کی نماز میں بھی جاگنے کی سستی دکھا جاتے ہیں۔ بیماری کو کوڈ کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔ فجر کی نماز پر مسجد میں آئیں۔

عید والے دن اگر کم حاضری تھی تو جہاں آج عید ہے ان کو کل بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور جہاں کل عید ہونی ہے وہ کل اس کمی کو پورا کریں کہ نماز پہ حاضری ہو یا کم از کم گھروں میں بچوں کے ساتھ صبح اٹھ کر وقت پر نماز باجماعت ادا کریں۔ حتی الوسع باجماعت نمازوں کا اہتمام کریں۔ خاص اہتمام سے سنوار کر جیسا کہ پچھلے خطبہ جمعہ میں بھی مَیں نے کہا تھا کہ سنوار کر نمازوں کی ادائیگی کریں۔

رمضان ختم ہونے اور آج عید منانے کو ہمیں اپنی عبادتوں سے رخصت یا کمی یا پورا اہتمام نہ کرنے کا اجازت نامہ نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ یہ عبادتیں ہی ہیں جو ہماری دنیوی اور آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے کی ضمانت بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس آیت میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ مَیں نے مختصر الفاظ میں بتایا تھا کہ صلہ رحمی کا ارشاد فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تفصیل سے بعض حقوق کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا والدین کے ساتھ احسان کرو۔

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بعد والدین کا سب سے بڑا احسان ہے جنہوں نے پال پوس کر بڑا کیا۔ یہ ایسا احسان ہے جس کا بدلہ ہم کبھی اتار ہی نہیں سکتے۔ یہاں والدین سے احسان سے مراد ہے کہ ہمیشہ ان سے نرمی اور پیار سے بات کرو۔ ان کا عزت اور احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ والدین کے بارے میں فرماتا ہے کہ فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ (بنی اسرائیل: 24) یعنی انہیں اُف بھی نہیں کرنا۔ اُف انسان کسی بات کے بُری لگنے پر کہتا ہے تو یہاں فرمایا کہ انہیں کسی بُری لگنے والی بات پر بھی اُف نہیں کرنا۔ دوسری جگہ فرمایا: ان کی ہر طرح خدمت کرو۔ بات مانو سوائے اس کے کہ دین کے خلاف کوئی بات کریں۔ خدا تعالیٰ کے خلاف کوئی بات کریں۔ یہاں دین مقدم رکھنا ہے لیکن پھر بھی سختی نہیں کرنی۔ یہ کہہ دینا ہے کہ میں اس بارے میں اطاعت نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے، دین کا معاملہ ہے۔

پس یہ وہ سلوک ہے جس کا ایک مومن کو ماں باپ سے کرنے کا حکم ہے۔ پھر رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رزق کی فراخی چاہتا ہے یا جو چاہتا ہے کہ اسکی عمر میں برکت پڑے اور اس کا ذکر خیر زیادہ ہو اسے صلہ رحمی کا خلق اختیار کرنا چاہیے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من احب البسط فی الرزق، حدیث نمبر 2067)

اپنے سگے رشتے دار ہیں یا سسرال کی طرف سے رشتہ دار ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ جو لوگ آسودہ حال ہیں۔ باہر کے ممالک میں آکر اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات بہتر کر دیے ہیں انہیں عید کی خوشیوں میں اپنے عزیزوں کو بھی شامل کرنا چاہیے جن کے حالات زیادہ اچھے نہیں ہیں اور اس کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ جواب میں اچھا سلوک کریں تو تب ہی ان سے احسان اور اچھے سلوک کا اظہار کرنا ہے بلکہ اگر وہ مثبت رویہ نہ بھی دکھائیں تب بھی احسان کا سلوک کرنا ہے۔ جب ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں رشتہ داروں سے نیک سلوک کروں تب بھی وہ تعلق توڑتے ہیں، صحیح جواب نہیں دیتے، صحیح سلوک نہیں کرتے تو ایسی صورت میں مَیں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تُو جو کہہ رہا ہے اگر وہ سچ ہے تب بھی اسی طرح کرو۔ ان سے نیک سلوک کرو۔ یہ تمہارا اُن پر احسان ہے اور جب تک تم ان سے یہ سلوک کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرتا رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، حدیث نمبر 6525)

پس نیک کام کرنا ہمارا کام ہے اور عید کی حقیقی خوشی تبھی ہے جب یہ نیک سلوک بغیر کسی بدلے اور اجر کے انسان کرتا رہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کا حکم ہے اور اس کی جزا اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ بعض مرد اپنی بیویوں کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے سے روکتے ہیں، حتیٰ کہ ماں باپ یعنی بیویوں کے رشتہ دار اور ماں باپ سے بھی ملنے سے روکتے ہیں۔ یہ انتہائی جہالت کی بات ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اور رنجشیں دل میں رکھ کر کہ بیوی کے بھائی نے فلاں موقع پر یہ کہہ دیا، اسکی بہن نے وہ کہہ دیا۔ ماں باپ نے فلاں موقع پر میرے یا میرے ماں باپ سے ایسا رویہ دکھایا۔ فلاں کے چچا یا ماموں نے اس طرح بات کی۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ ایک مومن کا شیوہ نہیں کہ اس قسم کی سوچیں رکھے اور یہ باتیں عموماً سامنے آتی رہتی ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے والا بننا ہے تو پھر ان لغو اور بیہودہ باتوں کو چھوڑنا ہوگا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بظاہر نیچا ہو کر دوسرے کو سلام بھی کرتا ہے، صلح میں پہل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ پس اس طرف بھی ہر احمدی کو خاص توجہ دینی چاہیے۔

اسی طرح آپس میں میاں بیوی کے تعلقات ہیں، گھروں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو رنجشیں ہو رہی ہوتی ہیں انہیں بھی دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مرد کو اگر حکم ہے کہ عورت سے حسنِ سلوک کرے تو عورتوں کو بھی حکم ہے کہ اپنے اندر قناعت پیدا کریں اور اپنے گھروں کو سنبھالیں۔

پھر حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھو۔ یہ ایک بہت اہم کام ہے جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے۔ اگر خود کسی یتیم کو نہیں بھی جانتے تو جماعت میں یتامیٰ فنڈ ہے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیے۔ عید کی خوشیوں میں یتیموں کو شامل کریں۔ اس مدّ میں چندہ دینا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی پرورش کرنے کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں اکٹھی ہوتی ہیں۔ انہوں نے انگلیوں کا اشارہ کر کے فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الاشارۃ فی الطلاق والامور، حدیث نمبر 5304)

پس یہ جاری نیکیاں ہیں اس میں بھی ضرور شامل ہونا چاہیے۔ اسی طرح جماعت میں اَور بھی امداد کے بعض فنڈ ہیں، شادی فنڈ ہے، مریضوں کے فنڈ ہیں، طلبہ کی تعلیم کے فنڈ ہیں ان میں جن کو توفیق ہو حصہ لینا چاہیے۔

پھر مسکینوں کی پرورش کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اگر تُو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 98، حدیث نمبر 7566، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس نیکیوں کی توفیق ملنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ خدمتِ خلق کے کام ایک مومن کو اپنے پر فرض کرنے چاہئیں اور عیدوں کے موقع پر خاص طور پر اس کا خیال آنا چاہیے اور یہ مدد صرف عیدوں کے دن کیلئے نہیں بلکہ جن کو توفیق ہے انہیں مستقل کرتے رہنا چاہیے۔

پھر ہمسایوں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ اگر ہمسایوں کی حقیقت سمجھ کر پھر ان کے حق ادا کرنے کی انسان کوشش کرے تو دنیا سے فساد ہی ختم ہو جائے اور ایک مومن کیلئے حقیقی عید تو ہے ہی اس وقت جب دنیا سے فساد ختم ہو۔ ہمسائے کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ سو کوس تک بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 7، صفحہ 280)

سو میل تک اردگرد تمہارے جو لوگ ہیں وہ تمہارے ہمسائے ہیں۔ اس تعریف کے تحت کوئی ہمسائیگی سے باہر نہیں رہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے پڑوسی تمہاری تعریف کریں تو تم اچھے پڑوسی ہو۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الثناء الحسن، حدیث نمبر 4222)

پس یہ اچھی ہمسائیگی کا معیار اور یہ وہ معیار ہے جس سے معاشرے میں محبت اور پیار قائم ہوتا ہے اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ ہم مذہب ہے یا غیر مذہب والا ہے بلکہ بعض لوگ تو میں نے دیکھے ہیں کہ یہاں اپنے غیر مذہب ہمسایوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے ہیں اور اپنے احمدیوں سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ یہ رنجشیں بھی عید کے حوالے سے ہمیں دور کرنی چاہئیں۔

پھر اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ اگر اس حکم پر ہر ایک عمل کرنے لگ جائے تو تبلیغ کے بھی نئے راستے کھلیں گے اور جب یہ تبلیغ کے راستے کھلیں تو پھر وہی عید حقیقی عید بن جائے گی۔ یہاں مغرب میں، مغربی ممالک میں آج کل اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً ابال اٹھتا رہتا ہے، یہاں ہمیں اپنے اخلاق سے ہی لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم دکھانی ہوگی۔

پھر اپنے ماتحتوں اور کمزوروں سے حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اپنوں کے ساتھ بھی اور غیروں کے ساتھ بھی۔ اسلام کہیں یہ نہیں کہتا کہ تمہارے قریبی صرف تمہارے ہم مذہب یا ہم قوم ہیں۔ انہی سے حسن سلوک کرو بلکہ وہ

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان　　لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ　　فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B, Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

انسانی حقوق کی بات کرتا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے اور غیر رشتہ داروں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے اور وہ ہمسائے جو تمہارے ساتھ ہیں اور وہ ہمسائے جو دُور کے ہیں ان کے حقوق کی بات کرتا ہے بلکہ وہ بھی ہمسائے ہیں جو کسی سفر میں تمہارے ساتھ تھے ان کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔

پھر محروموں اور کمزوروں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ تمہارے ماتحتوں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ کون سا حق ہے جو اسلام نے چھوڑا ہے۔ ان حقوق کا دوسری آیات میں بھی ذکر ہے۔

پھر حقوق کے قائم کرنے کیلئے ایک خوبصورت تعلیم جو قرآنِ کریم نے بیان فرمائی ہے وہ ہے عدل اور انصاف کی تعلیم اور وہ اس تفصیل سے بیان کی ہے کہ جس کی مثال نہیں۔ کئی مواقع پر بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ایسی سچی گواہی انصاف قائم کرنے کیلئے دو کہ چاہے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف دینی پڑے تو دو جیسا کہ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (النساء:136) اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کیلئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو تمہاری گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف پڑتی ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں جو معاشرے کا امن قائم رکھتی ہیں اور حسین معاشرے کو جنم دیتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں تو دنیا کو ہی جنت بنا دیتی ہیں۔ یہ وہ عید ہے جو حقیقی عید ہے۔ جب ہمیں اس دنیا میں جنت مل جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں کے حق ادا کر کے ہم دنیا کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں۔ اصل نیکی جس کی اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے یہی ہے کہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے نہ کہ اپنے حق حاصل کرنے کیلئے اس دنیا میں فساد پیدا کیا جائے۔ یہی ایک مومن کی شان ہونی چاہیے کہ یہ کوشش کرے کہ اسکے ذمہ کسی کا حق باقی نہ رہے۔ اپنا یہ جائزہ لے کہ میرے ذمہ کسی کا حق تو باقی نہیں ہے۔ تلاش کرے حق۔ صرف حق یہ نہیں ہے کسی کا قرض دینا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اپنی جتنی استعدادیں ہیں یا صلاحیتیں ہیں یا اخلاق ہیں ان سے دوسرے کے ساتھ سلوک کرنا اور اچھا سلوک کرنا۔ دوسروں کے دکھوں اور تکلیفوں کو محسوس کریں اور یہی چیزیں ہماری عید کو حقیقی عید بنا سکیں گی۔ صرف ایک دن کی عید نہیں بلکہ ایسی عید جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے دائمی عید بنے گی۔

پھر عید کے موقع پر دنیا کی عمومی فکر بھی ہمیں کرنی چاہیے۔ اس کیلئے دعا بھی کرنی چاہیے۔ صرف اپنی خوشیوں میں ہی اطمینان نہ حاصل کر لیں۔ دنیا آج کل تباہی کی طرف جا رہی ہے ہمیں اس کی فکر ہے اور ہونی چاہیے کہ انسانیت کو بچانا بھی ہمارا کام ہے۔

یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے جاتے۔ دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اگر عہدوں کی پابندی ہوتی، اگر ہر سطح پر انصاف کرنے اور حقوق ادا کرنے کی کوشش ہوتی، انصاف کو حقیقی رنگ میں قائم کیا جاتا، اگر حقوق کی ادائیگی کا حق ادا کیا جاتا تو نہ ہم عراق کی تباہی دیکھتے، نہ شام کی تباہی دیکھتے، نہ لیبیا کی تباہی دیکھتے، نہ یمن کی تباہی دیکھتے، نہ افغانستان کی تباہی دیکھتے۔ ان کا آج کل جو یہ حال ہوا ہے یہ نہ دیکھتے اور نہ اب یوکرین میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھتے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا حقوق کی ادائیگی کا یہ صحیح ادراک حاصل کرنا اور دنیا کو اسلام کی تعلیم کا صحیح طور پر بتانا، اس کا پتہ دینا اور خود اس پر عمل کرنا یہ تبلیغ کے نئے راستے کھولے گا اور دنیا کو بچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ دنیا تو اپنی تباہی پر تلی ہوئی ہے کوئی ان کو خیال نہیں ہے۔ ان کے نزدیک دنیاوی طاقت اور اسکا اظہار ہی اور اپنی برتری کو ثابت کرنا ہی ان کی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان کی بقا کو نہیں بلکہ تباہی کو یقینی بنا رہی ہے۔

یہ بھی خوش فہمی لگتی ہے کہ نیوکلیئر ہتھیار استعمال نہیں ہوں گے یا اس کا امکان کم ہے۔ دھمکیاں تو اس حوالے سے یہ ایک دوسرے کو دے رہے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ استعمال ہوں گے یا نہیں لیکن یہ یقینی بات لگ رہی ہے کہ تباہی اور بربادی کی طرف بڑی تیزی سے یہ لوگ بڑھ رہے ہیں اور اس کا آخری نتیجہ تباہی و بربادی ہونا ہے۔ ایسے میں ایک ہی چیز ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے اور وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان ہے اور اس کی طرف آنا ہے۔

دنیا کو تو نہ اس بات کا ادراک ہے نہ اس کا علم۔ یہ احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کو اس راستے کی طرف راہنمائی کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی یہ ادائیگی ہی ان کو بتائیں کہ ان حقوق کی ادائیگی ہی تمہاری بقا کی ضمانت ہے۔ تمہاری طاقتیں نہیں۔ عوام الناس کو یہ بتانا ہوگا کہ کس تباہی کی طرف تمہارے لیڈر تمہیں لے کر جا رہے ہیں۔ پس تبلیغ کے راستے نئے انداز سے ہمیں حالات کے مطابق کھولنے چاہئیں۔ اپنے اپنے حلقے میں لوگوں سے رابطہ کر کے راہنمائی کرنی ہوگی۔ سوشل میڈیا پر اِدھر اُدھر کی باتیں جو ہم کر کے وقت ضائع کرتے ہیں اس کے بجائے تعمیری باتیں کریں۔ ان باتوں پر وقت ضائع کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی طرف آنے کی طرف راہنمائی کریں۔ یہ بتائیں کہ یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف آؤ گے تو تمہاری بقا ہے۔ اگر ہم یہ کام کر لیں، دنیا کو اس طرح بتا دیں تو جہاں ہم اپنے گھروں، اپنے شہروں، اپنے ملکوں میں امن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے دنیا کو بھی تباہی سے بچا کر خوشیاں دینے والے ہوں۔

دنیا کو تباہی سے بچانے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی پہچان کروا کر اس کا حق ادا کرنے والا بنا دیں اور اس کیلئے ہمیں اپنی حالتوں کو بھی اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ہوگا اور یہی حقیقی عید ہے۔ یہی عید ہے جس کے منانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو زمانے کی اصلاح کیلئے بھیجا تھا اور آپؑ نے اس بارے میں دنیا کو بار بار متنبہ کیا ہے۔

اس وقت میں حضرت مصلح موعودؓ کا بھی ایک مختصر حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو کسی نے ایڈیٹر الفضل کو بھیجا تھا۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے عید کے خطبہ کا حوالہ ہے، یہ چھپا ہوا ہے اور اتفاق سے یہ عید بھی جو عید الفطر تھی 2رمئی 1957ء کو میں ہوئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیماری کی وجہ سے بڑا مختصر خطبہ دیا تھا لیکن اسکا بھی میں خلاصہ پیش کر دیتا ہوں اور وہ بھی تبلیغ کے حوالے سے ہے کہ ہمارے اندر تبلیغ کا کیا درد ہونا چاہیے۔ کس طرح ہمیں دنیا کو ہوشیار کرنا چاہیے اور کس طرح ہم حقیقی رنگ میں اپنے احمدی مسلمان ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں؟

آپؓ نے فرمایا کہ ہماری عید دراصل وہی عید ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہو۔ اگر ہم عید منائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی۔ فرمایا ایک مسلمان کیلئے چاہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اگر اسکی عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے تو اسکی عید کسی کام کی نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔

اگر قرآن اور اسلام پھیل جائے تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے کہ جس مشن کو مَیں لے کر آیا تھا ابھی تک میری امّت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔ پس کوشش کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو، قرآن کی اشاعت ہو تا کہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں۔ بے شک ہم تبلیغ کرتے ہیں لیکن اس کا حق ادا کرنے کیلئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح تبلیغ کا حق ہے ہماری اولادوں میں بھی وہ تڑپ اور روح ہے جو پہلوں میں تھی یا ہمارے اندر بھی وہ تڑپ اور روح ہے جو پہلوں میں تھی۔ جب تک ہم تبلیغ کی یہ تڑپ اور روح اپنی اولادوں میں اور اپنے اندر پیدا نہیں کر لیتے ہم حقیقی عید جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے نہیں منا سکتے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد اوّل، صفحہ 488 تا 490)

پس یہ پیغام بھی ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ یہ روح ہم نے آگے اپنی نسلوں میں بھی منتقل کرنی ہے۔ اپنے اندر بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف خاص توجہ دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی حق ادا کرنے والے بننا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی کہنا ہے کہ وہ ادا کرنے والے بنیں۔ وہ حقوق العباد بھی ادا کرنے والے ہوں اور قرآن اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کیلئے بھرپور کوشش کرنے والے بھی ہوں اور پھر یہ روح نسلاً بعد نسلٍ آگے منتقل کرتے چلے جانے والے ہوں۔ یہ روح ہم نے آگے منتقل کرنی ہے۔ اور اس وقت تک ہم چین سے نہ بیٹھیں جب تک تمام دنیا پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نہ لہرانے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم ایسی عیدوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں، ایسی عیدوں کے حصول کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اور کوششوں کو عمل میں لائیں۔

اب دعا ہوگی۔ دعا میں اسیران کی رہائی کیلئے بھی دعا کریں، شہداء کے خاندانوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ جماعت کیلئے مالی قربانی کرنے والوں کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ واقفینِ زندگی کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں وقف کی روح کو قائم رکھتے ہوئے ایک جوش اور جذبے سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان مبلغین کے اندر جو میدانِ عمل میں ہیں ایک ہی تڑپ ہو کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانا ہے اور دنیا کو توحید کے جھنڈے کے نیچے لے کر آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں بے انتہا برکت ڈالے اور ہم اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو دنیا میں جلد تر دیکھنے والے ہوں۔

(خطبہ ثانیہ، دعا)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10؍دسمبر 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ قانتہ درد صاحبہ

اہلیہ مکرم حمید حسن منور صاحب (برسٹل، یو.کے)

7؍دسمبر 2022ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نے لاہور میں قیام کے دوران کئی سال تک لجنہ اماء اللہ لاہور میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ماسٹر رفیق احمد صاحب (ربوہ)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ 2008ء میں ضلع اوکاڑہ سے ربوہ شفٹ ہو گئے تھے۔ مرحوم خود بھی جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے اور بچوں کو بھی اسکی تلقین کرتے رہتے تھے۔ آپ اسکول ٹیچر تھے اس لئے سب آپ کی عزت کرتے تھے۔ مرحوم نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری۔ جب بھی تنخواہ اور بعد میں پنشن ملتی تو سب سے پہلے چندہ کی رقم الگ کرتے تھے۔ مرحوم نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، بہت نیک اور خدا ترس انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد سفیر الدین صاحب (مربی سلسلہ نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کے والد تھے۔

(2) مکرمہ شازیہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم داؤد احمد بھٹی صاحب (کوٹ امیر خان ضلع گوجرانوالہ)

4؍ستمبر 2022 کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے مقامی سطح پر لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کے علاوہ صدر لجنہ کوٹ امیر خان کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، مہمان نواز، غریب پرور، قربانی اور ایثار کے جذبہ سے سرشار، ایک متوکل علی اللہ اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم چوہدری اشرف احمد اعوان صاحب (جرمنی)

2؍اگست 2022ء کو 100 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1939ء میں برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے اور وہاں احمدی نوجوانوں کے ساتھ مل کر جماعت قائم کی۔ 1947ء میں پاکستان بننے کے دوران پاؤں پر گولی لگنے سے زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے ریٹائر ہو گئے۔ 1953ء کے فسادات میں آپ سیالکوٹ کے ایک گاؤں مرجان میں اکیلے احمدی تھے۔ مخالفین نے گھر پر حملہ کیا مگر آپ اللہ کے فضل سے محفوظ رہے۔ 1965ء میں سندھ ہجرت کر گئے تھے۔ وہاں بھی مخالفت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر بڑی ہمت اور حوصلہ سے اسکا مقابلہ کرتے رہے۔ 2013ء میں اپنے بیٹے کے پاس جرمنی آ گئے۔ مرحوم نماز وروزہ کے پابند، دیندار، چندوں میں باقاعدہ اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم ماسٹر عزیز احمد صاحب

(ریٹائرڈ ٹیچر بشیر آباد، سندھ)

20؍نومبر 2022ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم کے دوران بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ جہاں بھی رہے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کی شخصیت بڑی ہمہ جہت تھی۔ صوم وصلوٰۃ اور جماعتی روایات کے پابند، تہجد گزار، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، خلافت کے شیدائی، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنے چندے ہمیشہ بروقت اور اعلیٰ معیار کے مطابق ادا کرتے رہے۔ دعوت الی اللہ کا بھی شوق تھا۔ آپ کو کئی بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم رشید احمد طیب صاحب (مربی سلسلہ اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) کے والد تھے۔

(5) مکرمہ نسیم اختر صاحبہ

بنت مکرم مرزا خدا بخش صاحب مرحوم (گجرات)

10؍نومبر 2022ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، کم گو، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کی۔ احمدیت سے خاص لگاؤ تھا۔ زندگی کا بیشتر حصہ شعبہ تدریس سے وابستہ رہا۔ آخر دم تک چندہ کی ادائیگی بڑے تسلسل سے کرتی رہیں۔ تسبیح اور درود کا وِرد اُن کی زبان پر جاری رہتا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مرزا نعیم احمد (سابق امیر ضلع گجرات) اور مکرم مرزا مجیب احمد صاحب (سیکرٹری زراعت یوکے) کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

(6) مکرم حسن محمد صاحب

(ریجنل پریذیڈنٹ PAAMA مڈلینڈز، یو.کے)

8؍اکتوبر 2022ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1996ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت سادہ، اعلیٰ اخلاق کے مالک، نہایت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ خلافت سے والہانہ عقیدت اور محبت کے تعلق میں اعلیٰ نمونہ قائم کرنے والے تھے۔ انسانیت کی بےلوث خدمت کرنے والے، ہمدرد اور نیک خادم سلسلہ تھے۔ عبادات میں پیش پیش اور مختلف حیثیتوں میں بھرپور رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے والے تھے۔ وفات کے وقت آپ بحیثیت ریجنل صدر PAAMA Midlands خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مربیان کرام اور واقفین سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ Nottingham کی مسجد کیلئے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ بڑے شوق سے تبلیغ کے کام میں مصروف رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

(7) مکرم میرویس سیال صاحب

(افغانستان، حال ابوظبی)

19؍اکتوبر 2022 کو 46 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے پڑنانا حضرت مولوی غلام محمد افغان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ مرحوم چار سالوں سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے لیکن اس تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر و حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلوق خدا کے ہمدرد، بہت بہادر، مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی وفات پا چکی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دونوں بیویوں سے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بھائی مکرم آصف سیال صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ آپ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح (استاد جامعہ احمدیہ یوکے) کے رشتہ میں بھانجے تھے۔

(8) مکرمہ فاطمہ حیدرا صاحبہ اور دو بیٹیاں

اہلیہ مکرم ابوبکر دراحمہ صاحب (نوٹنگھم یوکے)

20؍نومبر 2022ء کو نوٹنگھم میں مکرمہ فاطمہ حیدرا صاحبہ کے گھر آگ لگ گئی جس کے نتیجہ میں دھوئیں کی وجہ سے ان کی دو بیٹیاں بعمر ایک سال اور تین سال ہسپتال پہنچتے ہی وفات پا گئیں۔ جبکہ مکرمہ فاطمہ صاحبہ بعمر 28 سال کی دو روز بعد وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ 1994 میں گیمبیا میں پیدا ہوئی تھیں اور چھوٹی عمر میں یوکے آ گئی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ آپ بہت ہنس مکھ اور اچھے اخلاق کی مالک ایک مثالی احمدی خاتون تھیں۔ خلافت سے دلی تعلق تھا۔ آپ مڈلینڈ ریجن کی پین افریقن احمدیہ ایسوسی ایشن کی تربیت کی سیکرٹری تھیں۔ وہ خود اور ان کی بڑی بیٹی بھی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں۔ پسماندگان میں میاں، والدین، دو بہنیں اور دو بھائی شامل ہیں۔

(9) مکرمہ امۃ المتین صاحبہ

اہلیہ مکرم عبدالشکور بھٹی صاحب (جرمنی)

18؍نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ صوم وصلوٰۃ اور احکام الٰہی کی پابند، اپنے عزیزوں اور ملنے والوں کا خیال رکھنے والی اور ہر حالت میں راضی برضا رہنے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جرمنی جانے سے پہلے پاکستان میں حلقہ مغلپورہ (لاہور) کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی تین بیٹیاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بیاہی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11؍فروری 2023ء بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ یسریٰ وڑائچ بنت مکرم غلام الدین وڑائچ صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم سعد احمد (مربی سلسلہ، شعبہ تربیت جماعت یو.کے) ابن مکرم جاوید احمد صاحب

۞ عزیزہ طوبیٰ عروج چیمہ (واقفہ نو) بنت مکرم عطاء الربّ چیمہ صاحب (مبلغ انچارج قزاخستان) ہمراہ عزیزم مصور احمد ابن مکرم لقمان عمر احمد صاحب (لندن، یو.کے)

۞ عزیزہ فائزہ محمود بنت مکرم عامر خالد محمود صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم وجاہت احمد نسیم (واقف نو) ابن مکرم مبارک احمد نسیم صاحب (لندن، یو.کے)

۞ عزیزہ عافیہ رفیق رانا بنت مکرم رفیق احمد رانا صاحب مرحوم (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم (ابوبکر) Min Thu Naing (واقف نو) ابن مکرم (اکبر) Thu Kha صاحب (امریکہ)

۞ عزیزہ مومنہ جواہیر (واقفہ نو) بنت مکرم منیر احمد جواہیر صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم جواد Achkif ابن مکرم عبدالعزیز Achkif صاحب (فرانس)

......☆......☆......☆......

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اعمال ان کا بدلہ نہیں ہو سکتے، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرو کہ اس نے تم پر احسان کیا اور تمہیں ایک کلمہ پر جمع کیا اور تمہارے درمیان صلح کروائی، تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور تم سے شیطان کو دور کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 ؍اگست 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین کی سرکوبی سے فارغ ہونے کے بعد کیا منصوبہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیقؓ باغی مرتدین کی سرکوبی سے فارغ ہو گئے اور عرب مستحکم ہو گیا تو آپؓ نے بیرونی جارحیت کے مرتکب مخالفین میں سے اہلِ روم سے جنگ کرنے کے متعلق سوچا۔

سوال حضور انور نے حضرت شُرَحبیل کی کس خواب کا ذکر کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت شُرَحبیل نے خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشوار گزار پہاڑی راستے پر چل رہے ہیں۔ پھر آپؓ ایک بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور لوگوں کی طرف دیکھا اور آپؓ کے ساتھ آپؓ کے ساتھی بھی ہیں۔ پھر آپؓ اس چوٹی سے اتر کر ایک نرم زرخیز زمین میں آگئے جس میں فصلیں، چشمے، بستیاں اور قلعے موجود ہیں اور آپؓ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مشرکین پر حملہ کر دو۔ مَیں تمہیں فتح اور مالِ غنیمت کے حصول کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور مَیں بھی جھنڈے کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھا۔ میں ایک بستی کی طرف گیا تو اس کے رہنے والوں نے مجھ سے امان طلب کی۔ میں نے انہیں امان دے دی۔ پھر میں آپؓ کے پاس واپس پہنچا تو آپ ایک عظیم قلعہ تک پہنچ چکے تھے۔ آپؓ کو فتح عطا کی گئی۔ انہوں نے آپؓ سے صلح کی درخواست کی۔ پھر آپؓ کیلئے ایک تخت رکھا گیا۔ آپؓ اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپؓ سے ایک کہنے والے نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو فتح سے نوازا ہے اور آپؓ کی مدد کی ہے لہٰذا آپؓ اپنے رب کا شکر ادا کریں اور اسکی اطاعت کرتے رہیں۔ پھر اس شخص نے ان آیات کی تلاوت کی کہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ○ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ○ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ○ یعنی جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ کہتے ہیں اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ لمبی خواب تھی۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے حضرت شُرَحبیل کی خواب کی کیا تعبیر کی؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت شُرَحبیل کی خواب سن کے فرمایا کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے اور اچھا ہی ہو گا ان شاء اللہ۔ اس خواب میں تم نے فتح کی خوشخبری اور میری موت کی اطلاع بھی دی ہے یہ بات کہتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپؓ نے فرمایا، رہا وہ پتھریلا علاقہ جس پر چلتے ہوئے ہم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے اور وہاں سے نیچے جھانک کر لوگوں کو دیکھا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس لشکر کے معاملہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان لشکر والوں کو بھی مصیبت جھیلنی پڑے گی۔ اسکے بعد پھر ہمیں غلبہ اور استحکام حاصل ہو جائے گا اور جہاں تک ہمارا پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر زرخیز زمین کی طرف جانے کا تعلق ہے جس میں سرسبز و شاداب فصلیں، چشمے، بستیاں اور قلعے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ آسانی پائیں گے جس میں خوشحالی اور فراخی ہو گی اور ہمیں پہلے سے زیادہ زرخیز زمین میسر آئے گی۔ جہاں تک میرا مسلمانوں کو یہ حکم دینے کا تعلق ہے کہ دشمن پر حملہ کرو، مَیں فتح اور مالِ غنیمت کی ضمانت دیتا ہوں تو اس سے مراد میرا مسلمانوں کو مشرکین کے ممالک کی طرف بھیجنا اور انہیں جہاد پر ابھارنا ہے۔ اور جہاں تک اس جھنڈے کا تعلق ہے جو تمہارے پاس تھا جس کو تم لے کر ان بستیوں میں سے ایک بستی کی طرف گئے اور اس میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے تم سے امان طلب کی اور تم نے انہیں امان دے دی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس علاقے کو فتح کرنے والے امرا میں سے ایک ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح دے گا اور رہا وہ قلعہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے فتح کرایا تو اس سے مراد وہ علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ میرے لیے فتحیاب کرے گا اور جہاں تک اس تخت کا تعلق ہے جس پر تُو نے مجھے بیٹھا ہوا دیکھا تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عزت و رفعت سے نوازے گا اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا اور جہاں تک اس آدمی کا تعلق ہے جس نے مجھے نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا اور میرے سامنے سورۂ نصر کی تلاوت کی تو اس طرح اس نے مجھے میری موت کی خبر دی ہے۔ یہی سورت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپؐ کو علم ہو گیا تھا کہ اس سورت میں آپؐ کی وفات کی خبر دی جا رہی ہے۔

سوال جب حضرت ابوبکر نے شام کی فتح کے لئے لشکر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو کن سے مشورہ طلب کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے شام کی فتح کیلئے لشکر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے مشورے کیلئے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور اہلِ بدر میں سے کبار مہاجرین و انصار نیز دیگر صحابہؓ کو طلب کیا۔

سوال حضرت ابوبکر نے شام کے لشکر کو تیار کرنے کی بابت صحابہ سے کیا فرمایا؟

جواب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اعمال ان کا بدلہ نہیں ہو سکتے، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرو کہ اس نے تم پر احسان کیا اور تمہیں ایک کلمہ پر جمع کیا اور تمہارے درمیان صلح کروائی، تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور تم سے شیطان کو دور کیا۔

سوال ملک شام کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے کس کو روانہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ملک شام کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت خالد بن سعیدؓ کو روانہ فرمایا۔

سوال حضرت ابوبکر نے رومیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کن کن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے رومیوں کے خلاف جنگ کیلئے اہل مدینہ کے علاوہ دیگر علاقوں کے مسلمانوں کو بھی تیار کرنا شروع کیا اور انہیں جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔

سوال حضرت خالد بن سعیدؓ نے جب حضرت ابوبکرؓ کو رومیوں کی تیاری کے متعلق لکھا تو حضرت ابوبکرؓ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے جواباً لکھا کہ تم پیش قدمی کرو اور ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔ اس پر حضرت خالد بن سعیدؓ رومیوں کی طرف بڑھے مگر جب آپؓ ان کے قریب پہنچے تو وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور انہوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔

سوال حضرت شُرَحبیل بن حسنہ کون تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت شُرَحبیل بن حسنہؓ کے والد کا نام عبداللہ بن مُطَاع اور والدہ کا نام حَسَنہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور حضرت شُرَحبیلؓ کے والد ان کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور یہ اپنی والدہ حسنہ کے نام پر شرحبیل بن حسنہ کہلائے۔ حضرت شُرَحبیلؓ ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ خلافتِ راشدہ میں یہ مشہور سپہ سالاروں میں سے ایک تھے۔ اٹھارہ ہجری میں سڑسٹھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

سوال جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اور ربیعہ بن عامر کیلئے جھنڈا باندھا تو آپؓ نے ربیعہ بن عامر کو کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کیلئے جھنڈا باندھا تو ربیعہ بن عامر کو بلایا اور ان کیلئے بھی ایک جھنڈا باندھا اور انہیں فرمایا کہ تم یزید بن ابوسفیان کے ساتھ جاؤ گے۔ ان کی نافرمانی اور مخالفت نہ کرنا۔ پھر آپؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ سے فرمایا اگر تم اپنے مقدمۃ الجیش کی نگرانی ربیعہ بن عامر کے سپرد کرنا مناسب سمجھو تو ضرور ایسا کرنا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید کو کیا وصیت فرمائی؟

جواب حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے یزید! میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، اسکی اطاعت کرنے، اسکی خاطر ایثار کرنے اور اس سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جب دشمن سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو اور اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو تم خیانت نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا یعنی لوگوں کی، مقتولوں کی شکلیں نہ بگاڑنا اور تم بدعہدی نہ کرنا اور نہ ہی بزدلی دکھانا اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کھجور کے درخت کو جلانا اور نہ ہی انہیں تباہ و برباد کرنا اور کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ تم کسی جانور کو ذبح نہ کرنا سوائے کھانے کیلئے۔ بلاوجہ جانوروں کو بھی ذبح نہیں کرنا یا مارنا نہیں۔

سوال حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کون تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن جراح تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی کنیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں جبکہ آپؓ کے نسب کو آپ کے دادا جَرَّاح سے جوڑا جاتا ہے۔ آپ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان کی وفات اٹھارہ ہجری میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاون سال تھی۔

......☆......☆......☆......

اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ ۚ وَاِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ

اگر تم انکار کرو تو یقیناً اللہ تم سے مستغنی ہے اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 ؍اگست 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الزمر کی آیت 8 کی تلاوت فرمائی اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ ۚ وَاِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اگر تم انکار کرو تو یقیناً اللہ تم سے مستغنی ہے اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ پھر تم سب کو اپنے ربّ کی طرف لوٹنا ہے۔ پس وہ تمہیں ان اعمال سے باخبر کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ سینوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

سوال انسان کا کیا کام ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی ضرورت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انسان کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس کا شکرگزار بندہ بنتا چلا جائے کیونکہ یہ انسان ہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو انسان کی کوئی ضرورت نہیں۔

(سوال) کس طرح ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں؟

(جواب) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: شکرگزاری کے جذبات اور عمل تمہیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں گے۔ اور پھر اسی قرب کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنو گے۔

(سوال) اللہ تعالیٰ کے فضل کو سمیٹنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ ہماری کنہ تک سے واقف ہے۔ وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ شکرگزاری کے جذبات اور پاک دل ہو کر اس کے آگے شکر کرتے ہوئے جھکنے کے عمل ہر احمدی سے ظاہر ہو رہے ہوں اور ہر احمدی میں نظر آ رہے ہوں اور ہمیشہ نظر آتے رہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ ہمارا تو جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔

(سوال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی شکرگزاری کی بابت کیا فرمایا؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکرگزار نہیں ہوتا، ان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(سوال) اگر بندہ شکر ادا کرنے والا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو کس طرح نوازے گا؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو مَیں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا۔ یقیناً تم میری رضا کو اس شکر کی وجہ سے مزید حاصل کرنے والے ہو گے۔

(سوال) حضور انور نے کارکنان جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو کس طرف توجہ دلائی؟

(جواب) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ سب نے بڑی محنت سے رات دن ایک کر کے اپنے فرائض کی ادائیگی کی۔ اور ان ملکوں میں جہاں بچوں اور نوجوانوں کی ترجیحات بالکل اور طرح کی ہیں عجیب وغریب قسم کی مصروفیات ہیں۔ انہوں نے دنیاوی کھیل کود کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کے مہمانوں کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔ حضور انور نے فرمایا کارکنان کو اعمال صالحہ بجالانے کی طرف مزید توجہ پیدا ہونی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اس شکرگزاری کے عمل کی وجہ سے مزید فضلوں کے راستے آپ کے لئے کھولے۔

(سوال) پولیس اور آرمی کے افسران نے اپنے کیا تاثرات بیان فرمائے؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: پولیس اور آرمی کے افسران بڑے حیران تھے کہ یہ تو سارے کام خود ہی کر رہے ہیں اور اتنے پرامن ہیں اور محبت بکھیرنے والے ہیں، ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ بلکہ بعض نے تو یہ اظہار کیا کہ آئندہ سال کے لئے ہماری ابھی سے اپنے ساتھ ڈیوٹی لگوا لو۔ کہتے ہیں کہ ایسی آسان ڈیوٹی تو ہم نے زندگی بھر کبھی نہیں کی۔

(سوال) حضور انور کے خطبہ کے دوران جب تیز بارش ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح فضل فرمایا؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: عموماً تیز بارش میں MTA کا رابطہ بھی متاثر ہوتا ہے لیکن جب میری تقریر کے دوران تیز بارش ہوئی ہے تو رابطہ تقریباً مسلسل قائم رہا ہے اور شاید ایک آدھ منٹ کے علاوہ جو میری تقریر سے پہلے ہو چکا تھا اور کوئی ایسی خاص روک نہیں آئی۔ اس بارش کی وجہ سے جولندن میں بھی ہو رہی تھی انتظامیہ کو بڑی فکر ہو رہی تھی کیونکہ بعض دفعہ Link نہیں رہتا۔ بلکہ جس کمپنی کے ذریعہ سے جلسہ گاہ سے آگے سگنل بھجوانے کا کام تھا اس کے جو نمائندے وہاں موجود تھے، انگریز تھے، اس نے کہا کہ ایسی بارش میں عموماً رابطے متاثر ہوتے ہیں، اس طرح Link نہیں رہتا لیکن لگتا ہے تمہارا خدا سے کوئی خاص تعلق ہے جو اس کام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تو یقیناً اس نے سچ کہا ہے۔ ہمارے کام تو ہمارا خدا ہی کرتا ہے اور پھر ہماری عاجزانہ کوششوں سے بے انتہا پھل ہمیں عطا فرماتا ہے۔

(سوال) جب ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اسکے کاموں کو سرانجام دینگے تو اللہ تعالیٰ کیا انوار ظاہر کرے گا؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: جب ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اپنے کاموں کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں، اسکا فضل مانگتے ہیں، اسکی مدد مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق کہ اگر تم شکرگزار بندے بنو گے تو مَیں مزید برکت ڈالوں گا، برکتیں نازل فرماتا چلا جاتا ہے۔ اپنے فضلوں اور برکتوں سے ہمیں نوازتا چلا جاتا ہے۔

(سوال) جلسہ کی کامیابی کے پیچھے اصل وجہ کیا ہوتی ہے؟

(جواب) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کامیابی میں انسانی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ وہی کاموں میں برکت ڈالتا ہے اور ان میں بہتری نظر آتی ہے۔

(سوال) اللہ تعالیٰ کس طرح پردہ پوشی فرماتا ہے؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: ایک مہمان کسی دوسرے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ دوسری جگہ جلسہ ہونے کی وجہ سے بعض کمیاں رہ گئی ہوں گی، آپ کو تکلیف ہوئی ہوگی۔ تو ان کا یہ کہنا تھا کہ اس سے اچھا انتظام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پس یہ بات آپ میں مزید بہتری اور شکرگزاری پیدا کرنے کا باعث بننی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انعاموں سے آپ کو نوازا ہے اس کا مزید اظہار ہونا چاہئے۔

(سوال) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سننے والوں کو شکرگزاری کے متعلق کیا فرمایا؟

(جواب) حضور انور نے فرمایا: جلسہ سننے والوں کو بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی شکرگزاری کے جذبات سے بھرا ہوا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے توفیق دی کہ آپ لوگ براہ راست یہاں آ سکے اور جلسہ سن سکے۔ جو دنیا کے مختلف ملکوں میں بیٹھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ سن رہے تھے ان کو بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی انتہائی عاجزانہ قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے MTA جیسی نعمت سے ہمیں نوازا ہے جس سے دنیا کا ہر احمدی دور بیٹھے ہوئے جلسوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

......☆......☆......☆......

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی درجہ دوم صدر انجمن احمدیہ قادیان

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزاوّل	✪ قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ	
	✪ چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ	(30 نمبرات)
جزدوم	✪ کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات	
	✪ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ✪ نظم از درّثمین (شان اسلام)	(20 نمبرات)
جزسوم	✪ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2)	(20 نمبرات)
جزچہارم	✪ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات)	(20 نمبرات)
جزپنجم	✪ معلومات عامّہ (G.K)	(10 نمبرات)

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ وانٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(نوٹ: تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

شرائط گریڈ درجہ چہارم برائے مالی/ کیئرٹیکر/ چوکیدار/ باورچی/ نانبائی/ خادم مسجد ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان

(1) امیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے (3) برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہونگے (6) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (7) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(نوٹ: تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ 143516

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

طالب دعا: شیخ سلطان احمد ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)

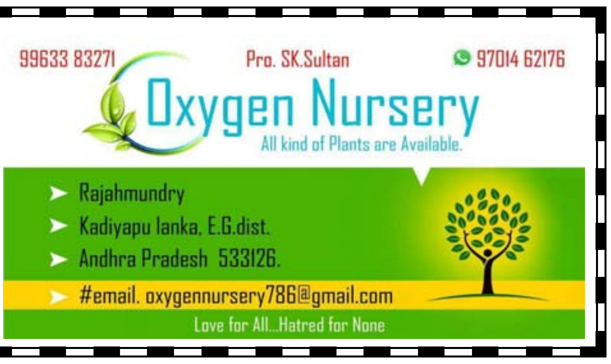

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 10891: مَیں نیہا پروین بنت مکرم وثیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 28/مارچ 2003ء پیدائشی احمدی، ساکن 102 قدوائی نگر اماپور (کاس گنج) صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان | الامۃ: نیہا پروین | گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10892: مَیں ببلی زوجہ مکرم شاہد خان صاحب مبلغ سلسلہ، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1994ء تاریخ بیعت 2010ء، ساکن پشپا نجلی وِہار ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/52 روپئے وصول شد، زیور طلائی: بالیاں ایک جوڑی 5 گرام، 2 ناک کی لونگ 5 گرام، گلے کا ہار 12 گرام، ایک انگوٹھی 2.5 گرام (22 کیریٹ) زیور نقرئی: پایل ایک جوڑی 200 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان | الامۃ: ببلی | گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10893: مَیں سمبُل خانم زوجہ مکرم کنور سراج احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال تاریخ بیعت 2017، ساکن ADA F-1/3 فلیٹ سا کیت کالونی ڈاکخانہ شاہ گنج ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1,50,000 روپئے، زیور طلائی: چوڑی ایک جوڑی 18 گرام (18 کیریٹ) ایک انگوٹھی، ایک ہار، کان کے ٹاپس، ناک کی کیل (کل وزن 36 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پایل 100 گرام، ایک فلیٹ ADA COLONY میں F1/3۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان | الامۃ: سمبُل خانم | گواہ: رفیق احمد بیگ

مسل نمبر 10894: مَیں اقبال ولد مکرم نظام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 7/مئی 1982 تاریخ بیعت 2002، ساکن مئی بزرگ ڈاکخانہ دولھارا (فتحپور سیکری) آگرہ صوبہ یو پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان | العبد: اقبال | گواہ: منصور احمد

مسل نمبر 10895: مَیں امن احمد ولد مکرم مُنّا خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14/اپریل 2004 پیدائشی احمدی، ساکن ساندھن ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان | العبد: امن احمد | گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10896: مَیں فیض احمد ولد مکرم محمد عمر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 18/اگست 1999 پیدائشی احمدی، ساکن ساندھن ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان | العبد: فیض احمد | گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10897: مَیں بارک احمد ولد مکرم ریاض احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 25/ستمبر 2002 پیدائشی احمدی، ساکن موضع صالح نگر ڈاکخانہ برور ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان | العبد: بارک احمد | گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10898: مَیں روشنی بیگم زوجہ مکرم اسرار محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال تاریخ بیعت 2003ء، ساکن ننگلہ گھنو (لیلا دھر) ضلع ایٹہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: کان کی بالیاں ایک جوڑی وزن 1 تولہ، گلے کا ہار ایک عدد 1 تولہ، ایک انگوٹھی، ناک کی لونگ ایک عدد (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل ایک جوڑی وزن 250 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد بشارت خان | الامۃ: روشنی بیگم | گواہ: منصور احمد مسرور

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

نے خیال کیا کہ یہ غالباً دعوت پر جا رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ شامل ہوجاؤں۔ جب یہ کھانا کھانے لگیں گے تو میں بھی وہیں سے کھانا کھالوں گا۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ جاتے جاتے وہ بادشاہ کے دربار میں جا پہنچے اور انہوں نے اس کی تعریف میں قصائد پڑھنے شروع کردیئے۔ تب اسے پتہ لگا کہ یہ تو شاعر ہیں اور اپنے اپنے قصائد سنانے آئے ہیں۔ چنانچہ ہر شاعر نے اپنی اپنی باری پر اُٹھ کر قصیدہ سنانا شروع کردیا۔ یہ اب سخت حیران ہوا کہ میں کیا کروں۔ شعر کہنے کی اس میں قابلیت نہیں تھی۔ مگر طبیعت لطیفہ سنج تھی۔ جب سب شاعر اپنے اپنے قصائد سنا چکے اور بادشاہ سے انعام لے کر گھروں کو روانہ ہوگئے تو بادشاہ اس سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا اب آپ قصیدہ شروع کریں۔ وہ کہنے لگا حضور میں شاعر نہیں ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ وہ کہنے لگا حضور میں وہی ہوں جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر آتا ہے کہ وَالشُّعَرَآءُ یُتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ۔ شاعروں کے پیچھے غاوی آیا کرتے ہیں۔ وہ شاعر تھے اور میں غاوی ہوں۔ بادشاہ کو اس کا یہ لطیفہ پسند آگیا اور اس نے حکم دیا کہ اسے بھی کچھ انعام دے دیا جائے۔ اب یہ ہے تو ایک لطیفہ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاعروں کے پیچھے چلنے والے عموماً گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں کیونکہ شاعر کبھی کچھ کہہ دیتے ہیں کبھی کچھ۔ ان کا کوئی اصول نہیں ہوتا۔ کبھی ہزلیہ کلام سے لوگوں کو ہنساتے ہیں۔ کبھی شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھ کر لوگوں کو رُلاتے ہیں۔ کبھی مدحیہ قصائد پڑھتے ہیں اور کبھی اس کی ہجو کرنا شروع کردیتے ہیں۔ غرض ہر جنگل میں سرگردان پھرتے ہیں۔ کوئی ایک مقصد اور مدعا لے کر کھڑے نہیں ہوتے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں توحید پھیلانے کیلئے آیا ہے اور یہی ایک مقصد ہے جو رات اور دن اسکے دماغ پر حاوی رہتا ہے اور اسی کیلئے وہ تکلیفیں اٹھا رہا ہے۔ پھر تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو کہ یہ ایک شاعر ہے۔ اگر شاعر ہوتا تو اس کا بھی کوئی مقصد نہ ہوتا۔ جدھر لوگوں کی اکثریت ہوتی ادھر ہی چل پڑتا اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتا۔ مگر اس نے تو سب دنیا کو اپنا مخالف بنالیا ہے اور ہر ایک کو توحید کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہے پھر یہ شاعر کس طرح ہوا؟

پھر فرماتا ہے وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ شاعروں میں ایک یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ ان کا قول اَور ہوتا ہے اور فعل اَور۔ اور وہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں عملاً وہ ایسا نہیں کرتے۔ یعنی اگر وہ اپنے اشعار میں لوگوں کو اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں تو خود شرابیں پیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے ہیں تو آپ نماز اور روزہ کے قریب بھی نہیں جاتے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قول ہے وہی اس کا عمل ہے اور جو بات اسکے عمل میں ہے وہی اس کی زبان پر ہے۔ پس تمہارا یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شاعر ہے محض حقائق پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اگر تم غور کرو تو تمہیں نظر آجائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعراء کے کلام اور ان کے کردار میں بُعد المشرقین پایا جاتا ہے اور دونوں کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 302 تا 304، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-25 Vol. 72 Thursday 23 - February - 2022 Issue. 8

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت

آپؓ کے سخت ذہین وفہیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے متعلق غیروں کی آراء پر مبنی حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17رفروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ 20 فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے اور اس مناسبت سے جماعتوں میں جلسے بھی ہوتے ہیں۔ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت کی تھی جو بہت سی خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت اسے حاصل ہوگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اُس مدت کے اندر جو آپ نے بیان فرمائی تھی بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثانی کے مقام پر بھی بٹھایا۔ پھر ایک لمبا عرصہ بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے ذہین وفہیم ہونے کے اپنے بھی اور غیر بھی معترف ہیں اور اس کا اعتراف غیروں نے کھل کر کیا ہے۔

علامہ نیاز فتح پوری صاحب جو کہ مشہور اہل قلم، محقق اور ادیب تھے، ماہنامہ نگار کے مدیر تھے انہوں نے تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو حضرت مصلح موعود کو ایک خط میں لکھا: تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل ونقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی آپ کی وسعتِ نظر آپ کی غیر معمولی فکر وفراست آپ کا حسنِ استدلال اسکے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ میرے نزدیک یہ اردو میں بالکل پہلی تفسیر ہے جو بڑی حد تک ذہنِ انسانی کو مطمئن کر سکتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس تفسیر کے ذریعہ سے جو خدمت اسلام کی انجام دی ہے وہ اتنی بلند ہے کہ آپ کے مخالف بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

پھر جناب اختر اُرینوی صاحب ایم۔اے صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یکے بعد دیگرے خلیفۃ المسیح الثانی کی تفسیر کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبد المنان بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج اور حال پرنسپل شبینہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کیں تو وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کیلئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے اِن کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبد المنان صاحب نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیوخ خاموش رہے۔ کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ پٹنہ میں ساری عربی تفسیریں ملتی نہیں ہیں۔ مصر اور شام کی ساری تفاسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا کہ مرزا محمود کی تفسیر کے پائے کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیریں بھی مصر اور شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی اور فارسی کے علماء جو بیٹھے ہوئے تھے مبہوت رہ گئے۔

مولوی ظفر علی خان نے کہا: احرار یو کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں سے ہے جو کوئی قرآن کے سادہ حرف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اسکے اشارے پر اسکے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔ پھر لکھتے ہیں کہ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو۔ مبلغ تیار کرو غیر ممالک میں ان کے مقابلے میں تبلیغ اسلام کرو۔ یہ کیا شرافت ہے کہ مرزائیوں کو گالیاں دلوا دیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے۔ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ کی بعض تقاریر کے متعلق بھی بیان کرتا ہوں۔

اسلام میں اختلافات کا آغاز یہ آپ کا ایک لیکچر ہے جو ماڈرن ہسٹاریکل سوسائٹی کے اجلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں آپ نے دیا۔ ایسا عالمانہ اور تاریخ اسلام پر مکمل عبور رکھتے ہوئے یہ لیکچر تھا کہ بڑے بڑے تاریخ دان بھی خود کو آپ کے سامنے طفل مکتب سمجھنے لگے۔ اس پہ جو تاثرات ہیں غیروں کے وہ یہ ہیں۔

سید عبد القادر صاحب ایم۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور لکھتے ہیں کہ یہ تقریر نہایت عالمانہ ہے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمان کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصل وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے ایوان خلافت مدت تک تزلزل میں رہا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔

پھر حضرت مصلح موعود کا ایک خطاب اسلام کے اقتصادی نظام سے متعلق تھا جو لاہور میں احمدیہ ہاسٹل میں ہوا۔ یہ تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی۔ اس تقریر کی صدارت مسٹر رامچندر مچندہ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے کی تھی۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا کہ: میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقع ملا اور مجھے اِس بات سے خوشی ہے کہ تحریک احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر اِس وقت آپ لوگوں نے سنی ہے اسکے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی اِن قیمتی معلومات سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ اس جلسہ میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہے۔ میں غیر مسلم دوستوں سے کہوں گا کہ اس قسم کے اسلام کی عزت واحترام کرنے میں آپ لوگوں کو کیا عذر ہے؟ آپ لوگوں نے جس سنجیدگی اور سکون سے اڑھائی گھنٹہ تک حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سنی اگر کوئی یورپین اس بات کو دیکھتا تو حیران ہوتا کہ ہندوستان نے اتنی ترقی کر لی ہے۔

تقریر سننے کے بعد اکثر کی زبان پر تعریفی کلمات تھے ایک کثیر طبقے نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ اس حقیقت سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ آپ موجودہ زمانے میں ہندوستان کے بہترین عالم ہیں۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ علم اقتصاد کے متعلق قرآنی حقائق و معارف کا انکشاف اور یورپ کے اقتصادی فلسفہ کا ردّ آج تک کسی انسان کی طرف سے ایسے رنگ میں پیش نہیں ہوا کہ خود منکرین اسلام ایسے نظام کی فضیلت کا اقرار کرے اور خود اشتراکیت کے حامی اشتراکیت کی خامیاں تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں۔ چنانچہ مولوی شیر علی صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے تقریر کے بعد بعض غیر احمدی نوجوانوں کو آپس میں یہ گفتگو کرتے سنا کہ اگر اب بھی تم نے کمیونزم کی تائید کی تو تم پر لعنت ہے۔ اسی طرح ایک پروفیسر صاحب حضور کی تقریر سن کر رو پڑے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اسکے ترجمے بھی ہوئے مختلف زبانوں میں۔ چنانچہ سپین کے سپریم ٹریبونل کے پریذیڈنٹ ایس وائی ڈی جوس کاسٹن نے اس کا ترجمہ پڑھ کر مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر کو لکھا کہ: میں آپ کے نوازش نامے کا بہت شکر گزار ہوں۔ اسکے ساتھ ایک بہترین کتاب ہے جس کے مطالعہ نے میری طبیعت پر نہایت شاندار اور اعلیٰ تاثرات پیدا کئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ملک سپین میں اور اسکے باہر بھاری کامیابی عطا کرے گا۔ کتاب حالات حاضرہ کے متعلق نہایت دلچسپ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ویمبلے کانفرنس تو جماعت کی تاریخ میں کافی مشہور ہے۔ اس میں آپ کا مضمون پڑھا گیا۔ مضمون کے خاتمہ پر پریذیڈنٹ نے مختصر الفاظ میں ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ:

مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین کی طرف سے مضمون کی خوبی ترتیب خوبی خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریقِ استدلال کیلئے خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبانِ حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ میں ان کی طرف سے شکریہ ادا کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں۔ پھر حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آپ کو لیکچر کی کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں آپ کا مضمون بہترین مضمون تھا جو آج پڑھا گیا۔

ایک صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں مگر جس خوبی صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے میں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس مضمون کو سن کر کیا بلحاظ خیالات کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں اس علم وعرفان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad